www.novelsclubb.com
زمهریر
ناولز کلب
عمارہ حسین
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

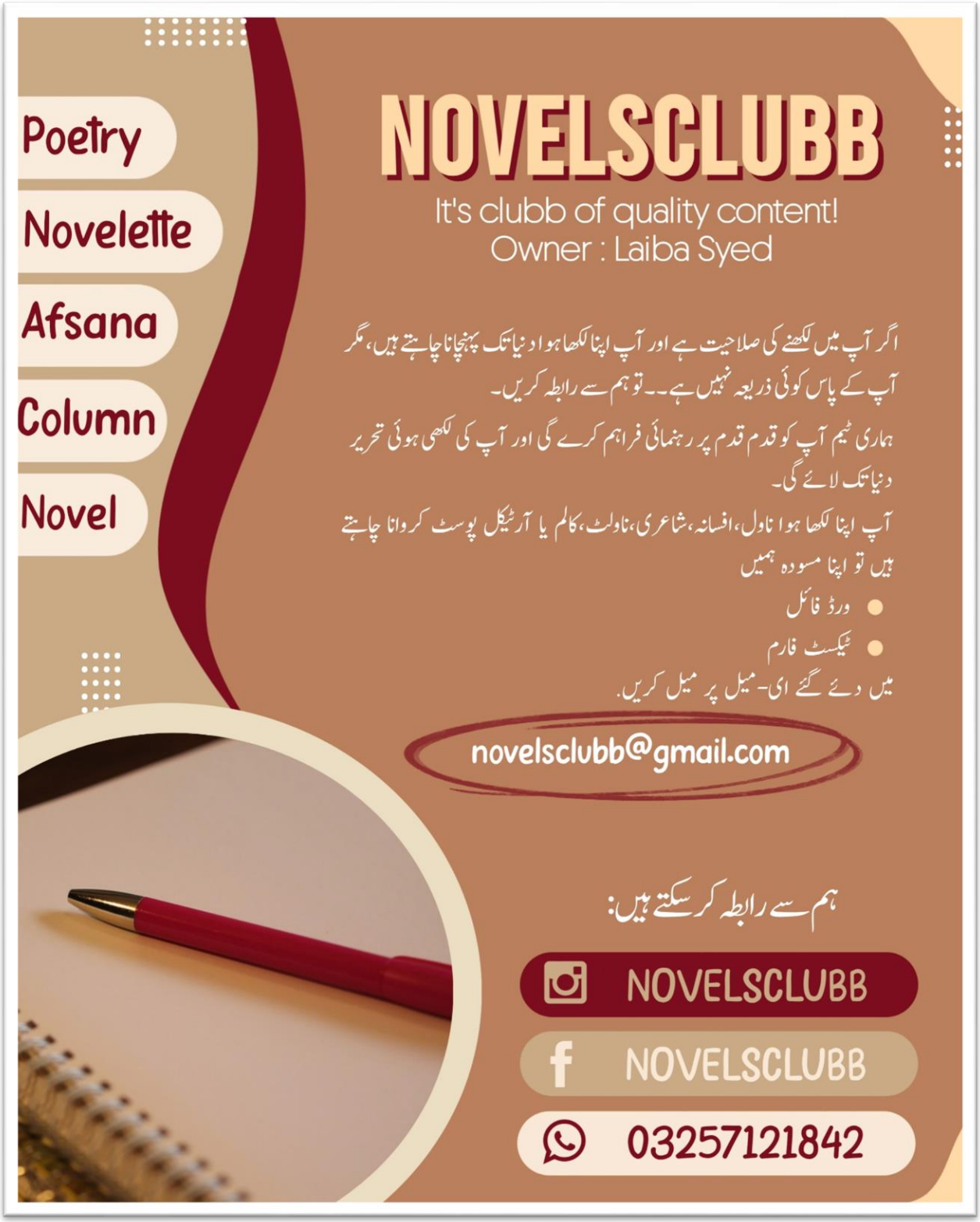
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

زمهریر

از قلم

عماره حسین

www.novelsclubb.com

پہلا باب

پہلا باب:

"ماہر چور"

"میرے لئے نہ کنڈیاں ہیں نہ تالے، جو کچھ میں چاہوں میرا ہو جاتا ہے"

یہ رات کا پہلا پہر تھا۔آسمان کی سیاہی اس شہر کی خوبصورتی کو ڈھک چکی تھی۔چار سو خاموشی کا راج تھا۔دریا کے پانی پر ہوا سے بنتی لہریں چاند کا عکس بناتی اور بگاڑتی جاتی۔اس دریا سے اوپر دیکھو تو سنسان پڑا پل تھا۔وہی پل جو شہر موسٹر کا اہم ترین حصہ تھا۔جس پر دن کے وقت سیاحوں کا ایک ہجوم بنا رہتا۔اس پل سے سے ۱۰ کلو میٹر کی دوری پر شہر کے رہائشی حصے میں تکونی چھتوں والے گھروں کے وسط میں گول پتھروں سے بنا کاٹیج رات کی خاموشی میں

سر اٹھائے کھڑا تھا۔ موسٹر شہر کے اس پرانے پل کی جانب بنے اس کاٹیج کے ٹیرس سے دریائے ایمریلڈ اور یہ پرانا پل بمع شہر کے بقیہ حصے کے صاف نظر آتے تھے۔ ٹیرس کے آس پاس اُگے پودوں سے ٹمٹماتے جگنو اڑ اڑ کر شیشے کے سلائیڈنگ ڈور پر جھمگٹا بناتے جا رہے تھے۔ اندر کمرے کا منظر ان کے لئے واضح تھا۔ کمرے کے وسط میں رکھے بیڈ پر ایک لڑکی محو خواب تھی۔ اس کے تکیے پر بکھرے شہد رنگ بال سائیڈ ٹیبل پر رکھے لیمپ کی روشنی میں سنہری لگتے تھے۔ اس کے سینے پر بوسیدہ کور والی سرمئی ڈائیری رکھی تھی۔ جو ہاتھوں میں تھامے وہ سو گئی تھی۔ بیڈ کے بائیں جانب الماری اور ڈریسنگ ٹیبل تھے۔ دفعتاً اس کے پر سکون چہرے کے تاثرات بدلنے لگے۔ جیسے وہ کسی خواب کے زیر اثر ہو۔ بستر پر سوئی لڑکی کسمسائی، اس نے خواب میں خود کو گھنے جنگل میں کھڑا ہوا پایا۔ اس کا سرخ لمبا کوٹ جنگل کی ہریالی میں ایسے ہی نمایاں تھا جیسے گلاب ہری پتیوں میں ہوتا ہے۔ اس نے اپنے ہاتھ میں تھامے ٹاٹ کے تھیلے کو دیکھا۔ وہ تھیلا جو اس کے دادا پودوں کو جڑ سمیت رکھنے کے لئے استعمال کرتے تھے۔ تبھی اس لڑکی کو یاد آیا کہ اس کے دادا نے اسے جنگل میں، بلو بیل کے پھول لینے بھیجا تھا۔ وہی پھول جنہیں یہاں کے لوگ پریوں کے پھول کہتے۔ اسے جڑ سمیت اس پودے کو اس تھیلے میں

رکھنا تھا۔تاکہ اس کے دادا اسے اپنے باغ میں اگا سکیں۔اس نے دور دور تک پھیلے گھنے درختوں پر نگاہ ڈالی۔سورج کی روشنی گھنے درختوں کے باعث جابجا جنگل میں اتر کر پھیلی ہوئی تھی۔وہ گھنے پودوں میں سے گزرتی آگے بڑھنے لگی۔دفعتاً اسے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔ اس نے رک کر اندازہ لگانا چاہا کہ آواز کس سمت سے آرہی ہے اور تبھی ایک ہرنی پوری رفتار سے درختوں کے بیچ اونچے نیچے راستوں پر اسے بھاگتی دکھائی دی۔ٹھیک اسی لمحے کوئی تیز دھاری چیز اس کے بازو کو چھوتے ہوئے ہرنی کے تعاقب میں آگے بڑھ گئی۔وہ چونکی۔ہاتھ سے ٹاٹ کا تھیلا چھوٹ کر زمین پر گر پڑا۔اس کے قریب سے بھاگتی وہ ہرنی ذرا دور جا کر کراہتے ہوئے رپٹ کر گری۔پہلے پہل تو وہ لڑکی حواس باختہ ہوئی اور پھر جیسے کچھ سمجھ آنے پر تیزی سے جھاڑیوں میں پڑی کراہتی ہرنی کی جانب قدم بڑھائے۔اسے آس پاس کسی خونخوار جانور کی موجودگی کا خیال بھی آیا۔وہ ایک دو جھاڑیاں ہٹاتی،رستے میں پڑے درخت کے بوسیدہ تنے کو پھلانگتی ہرنی تک آئی۔زمین پر پڑی ہرنی کے گردن کے مقام پر تیر پیوست ہو چکا تھا۔ہرنی کا پیٹ زور زور سے سانس لینے کے باعث مسلسل حرکت میں تھا۔اس نے آگے بڑھ کر اس کی گردن سے تیر کھینچنا چاہا مگر وہ کافی گہرائی میں پیوست تھا۔دو تین مرتبہ کوشش کرنے کے بعد وہ اسے نکالنے

میں کامیاب ہو گئی۔اس نے ہاتھ میں پکڑے خون آلود تیر کا جائیزہ لیا۔انوکھے سے طرز پر بنا تیر جسکی دم پر بیل بوٹوں کی ڈیزائینگ تھی۔ تیر کی نوک خون آلود ہونے کے باوجود چمک رہی تھی۔دفعتا عقب سے قریب آتی گھوڑے کی ہنہناہٹ اور بھاری دوڑتے قدموں کی آواز نے اسے دوبارہ چوکنا کیا۔وہ ہراساں ہوئی۔اس سے پہلے کے وہ اٹھتی اس نے ہرنی کو زندگی کی آخری سانسیں لیتے محسوس کیا۔اس کی بڑی سیاہ آنکھوں کی جوت بجھنے لگی اور لڑکی کا عکس ان میں صاف دکھائی دینے لگا۔ہرنی کو پھلانگتے ہوئے جنگل کی طرف بھاگتے اسے نہیں معلوم تھا کہ وہ کیوں بھاگ رہی تھی۔شکاری ہرنی کے پیچھے تھے اسے بھلا وہ کیا کہتے۔ تھوڑا آگے جا کر وہ قریبی درخت کے چوڑے تنے کی اوٹ میں چھپ گئی۔ تیز دوڑنے کے باعث اس کی سانس پھولی ہوئی تھی۔تنے سے ٹیک لگائے اس نے خوفزدہ نظروں سے پلٹ کر دیکھا۔ہرن کے قریب آتے گھڑ سوار کا چہرہ درختوں کے سائے تلے اسے دکھ نہیں سکا۔گھڑ سوار نے اسکی موجودگی کو بھانپ لیا تھا۔اس سے پہلے کے گھوڑے کو ایڑ لگا کر وہ اس کی طرف بھاگتا۔لڑکی نے اونچی نیچی زمین کی پرواہ کئے بغیر پوری قوت سے اپنے پیروں کو دوڑنے پر مجبور کیا۔اس کی بڑی سیاہ آنکھوں میں خوف تھا، بالکل وہی خوف جو کچھ لمحات پہلے بھاگتی ہوئی ہرنی کی آنکھوں میں تھا۔اس

کے دوڑتے قدموں کی آواز جنگل میں گونج رہی تھی۔لرزتے دل کے ساتھ اس نے اپنی رفتار مزید تیز کی اور اگلے ہی لمحے وہ لڑکھڑاتی ہوئی اس کھائی میں گرتی چلی گئی۔جسے شکاریوں نے جانوروں کے لئے کھودا تھا۔کھائی کے ٹھیک سامنے موجود درخت پر ایک اور تیر تیزی سے آکر پیوست ہوا۔اس کی آواز پر اس نے چہرہ اٹھا کر اوپر دیکھا۔زرد چہرہ پسینے سے تر تھا،لٹیں نمی کے باعث چہرے پر چپک گئی تھیں۔اس کا دل جیسے پسلیوں سے باہر آنے کو تھا۔شائد وہ اسے بھی کوئی جانور سمجھ رہے تھے۔اس نے بازو میں ہوتی چبھن کو بڑھتے ہوئے محسوس کیا۔قدموں کی آواز لمحہ بہ لمحہ قریب ہوتی جا رہی تھی۔اس سے پہلے کے کوئی کھائی کی جانب آتا۔اس نے چہرہ جھکا کر آنکھیں میچ لیں اور اسی وقت اس کی آنکھ کھل گئی۔اس ٹھنڈے موسم میں پسینے سے شرابور وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر ایکدم بیڈ پر اٹھ بیٹھی۔سر مئی کور والی ڈائری پھسل کر اس کی گود میں گر گئی۔

"یہ کیسا خواب تھا۔"کندھوں پر آتے بالوں کو اس نے سائیڈ ٹیبل سے اٹھاتے کیچر میں لپیٹا۔چہرے پر دائیں بائیں پھیلی گیلی لٹیں کانوں کے پیچھے اڑسیں۔اس کی سانس اب تک پھولی ہوئی تھی۔پیاس کی شدت سے اس کے حلق میں کانٹے چبھنے لگے۔بلینکٹ پیروں سے ہٹاتے

اس نے بیڈ کے قریب پڑے سلیپرز پاؤں میں گھسیڑے اور سائیڈ ٹیبل پر موجود جگ سے پانی شیشے کے گلاس میں انڈیلا۔اور ایک ہی گھونٹ میں گلاس خالی کر دیا۔اس نے پہلے کبھی ایسا خواب نہیں دیکھا تھا۔جسے اس نے ایسے حقیقی طور پر محسوس کیا ہو۔اسے لگ رہا تھا جیسے وہ خواب خواب نہیں حقیقت تھا۔لڑکی نے بیڈ پر پڑی ڈائیری دراز میں ڈالنے کے لئے اٹھائی۔اور تبھی اس کی نظر بے ساختہ اپنے بازو تک گئی جہاں اسے کچھ دیر پہلے چبھن کا احساس ہوا تھا۔اس کے دائیں آستین پر کٹ لگنے کے باعث پھٹ چکی تھی۔اور وہاں خون کے پھیلے ہوئے دائرے تھے۔اسے اپنے پیروں تلے سے زمین کھسکتی محسوس ہوئی۔تیزی سے آستین اوپر کھینچتے اس نے بازو اوپر کر کے نظروں کے سامنے کیا۔جہاں سے تیر چھو کر گزرا تھا وہاں سے خون رس رہا تھا۔

"نہیں یہ بھی خواب ہے۔میں اب بھی خواب دیکھ رہی ہوں"اس نے بڑبڑاتے ہوئے اپنے گال تپتپائے۔اس کی آنکھیں خوف سے پھیل گئیں تھیں۔ہاتھ کپکپا رہے تھے۔وہ زخم خواب کی طرح غائب نہیں ہوا تھا۔اس نے بدحواسی میں ڈائیری ٹیبل پر دے ماری۔

سلائیڈنگ ڈور پر بیٹھے جگنو بھی سہم کر اڑ گئے۔اس نے وال کلاک کی جانب دیکھا۔رات کے دو

www.novelsclubb.com

بج رہے تھے۔ سلائیڈ نگ ڈور پر پھیلے جالی دار پردے سے پورا چاند اپنی چمک بکھیرتا دھندلا دکھائی دے رہا تھا۔اسے کمرے میں موجود ہر شے سے خوف آنے لگا۔

"یہ صبح تک ٹھیک ہو جائے گا۔ابھی میں نیند میں ہوں۔" الماری سے بینڈیج نکال کر اس نے بازو پر لگائی۔پلکیں جھپکتے وہ مسلسل خود کو باور کروا رہی تھی کے یہ محض خواب ہے۔ بلینکٹ میں منہ چھپا کر اس نے آنکھیں سختی سے بند کیں۔خود کو پھر سے یقین دلاتے ہوئے کہ یہ خواب تھا۔یا تو شائد اس کا دماغ کہانیوں کے آئیڈیاز سوچتے سوچتے الٹا کام کرنے لگا تھا۔اسے نیند نہیں آنی تھی۔ صبح تک اب وہ کروٹیں لیتی۔اس بات سے بے خبر کے حقیقت وہی تھی جو کچھ دیر پہلے اس نے اپنے بازو پر دیکھی تھی۔

www.novelsclubb.com

♦♦♦

بوسنیا کے دل میں واقع موسٹر شہر کا آسمان اس وقت شفاف نیلا تھا۔یہ اسی شہر کے ایک خوبصورت علاقے کا منظر تھا۔پرندوں کی ٹولیاں مساجد اور گرجا گروں کی میناروں کے چکر لگا کر دریائے ایمریلڈ پر واقع جابجا پلوں کے کبھی نیچے کبھی اوپر سے گزرتیں۔آس پاس ہی جابجا کھڑے کئی رنگ و نسل کے سیاح اس منظر کو ہنستے مسکراتے،ایک دوسرے کی توجہ پرندوں اور

خوبصورت مناظر کی جانب مبذول کرواتے کیمروں میں یہ منظر قید کر رہے تھے۔یہ شہر جسے بوسنیا کا دل کہا جاتا ہے لگتا ہے سیدھا کسی پریوں کی کہانی سے نکلا ہے۔ایک ایسا شہر جہاں کی تاریخ ، مختلف ثقافتیں،ادیان اور قدرتی خوبصورتی اسے کسی پینٹنگ کا حصہ بناتی ہیں۔دفعتا اس پر سکون اور ہنستے بستے ماحول میں کوئی زور سے چلایا۔کچھ لوگوں نے آواز کی جانب گردنیں گھمائیں۔پاس ہی درختوں پر بیٹھے ایک دو پرندے پھر رسے اڑے۔

"چورررر!!۔۔۔۔اسے پکڑو!!۔۔۔۔چور ہے یہ۔۔۔۔!!"

کوئی بلیک ہڈی پہنے بھاگتا ہوا اولڈ بر تیج پر موجود سیاحوں کے ہجوم میں تیزی سے غائب ہوا۔ہاتھ میں کیمرا لئے بر تیج پر کھڑی خاتون نے نسوانی آواز کی جانب گردن گھمائی۔سفید ٹرٹل شرٹ پر لانگ براؤن کوٹ اوڑھے ہوا سے بکھرے شہد رنگ بالوں والی وہ لڑکی اسے اپنی جانب بھاگتی ہوئی آتی دکھائی دی۔خاتون ہڑ بڑاتے ہوئے بدک کے ایک طرف ہوئی جبکہ وہ لڑکی سیاحوں کو دھکیلنے کی کوشش کرتے اسی جانب بھاگی جس طرف چور بھاگا تھا۔لوگ راستہ چھوڑتے ایک طرف ہونے لگے۔کچھ ہی پل میں چور اسکی نظروں سے اوجھل تھا۔اور وہ اس

www.novelsclubb.com

کے پیچھے بھاگتے بھاگتے موسٹر کے پرانے بازار پہنچ چکی تھی۔صاف ستھرا بازار جہاں کھلی دکانوں میں خرید وفروخت جاری تھی۔اس نے پھولتی سانسوں کو قابو کرتے سر پر ہاتھ رکھ کے ارد گرد نظر دوڑائی،کچھ ساعتوں کے لئے اس پر پیوست دکانداروں، پھل فروشوں اور لوگوں کی حیرت بھری نظریں دوبارہ اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہوئیں۔اس نے زور سے پیر پٹخے اور جھنجلاتے ہوئے غصے سے چلائی۔لوگوں کو دوبارہ اپنی جانب متوجہ ہوتے دیکھ کر تیزی سے پلٹی اور اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب وہی بلیک ہڈی والا ہاتھ میں اس کا سفید ٹوٹ بیگ لئے اسے ڈرگز اسٹور سے باہر نکلتا دکھائی دیا۔اس سے پہلے کے وہ آگے بڑھتا پریسہ کنعان سرعت سے اس کی جانب لپکتے ہوئے دونوں ہاتھ کمر پر جمائے اس کا راستہ روکے کھڑی ہوگئی۔اس نوجوان کے ہاتھوں کا جائیزہ لے کر اس کی نظریں ہڈی میں چھپے اس کے چہرے کو کھوجنے لگیں۔وہ ایک طرف سے نکلنے لگا تھا وہ بھی اس کے سامنے اسی طرف ہوگئی۔دو تین دفعہ دائیں بائیں ہونے کے بعد جب اس نوجوان کو اندازہ ہوا کہ لڑکی اس کا راستہ چھوڑنے والی نہیں تو اس نے تیوری چڑھاتے ہوئے ہڈی کو پیچھے کی جانب الٹا۔ایک کی نظروں میں ناگواری جبکہ دوسری نظروں میں غصہ تھا۔نوجوان ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگا۔دفعتاً پریسہ کا چہرہ غصے سے تمتمایا۔

"میرا بیگ واپس کرو۔۔" نیچی آواز میں دانت کچکچاتے اس کی نظریں اسی پر جمی تھی۔وہ اونچے قد اور معمولی شکل کا بوسنین نوجوان تھا۔اس کے بال بھورے تھے جسم کسرتی اور رنگت گندمی مائل صاف تھی۔جس چیز کو پریسہ نے سب سے زیادہ ناپسند کیا وہ اس کی گھنی مونچیں تھیں۔پریسہ کے الفاظ اور لہجے پر وہ دو قدم پیچھے ہوا۔

"کونسا بیگ۔۔۔" الجھتے ہوئے الٹا اس سے سوال کیا۔

"جسے تم نے کچھ دیر پہلے مجھ سے چرایا ہے" اپنی طرف انگلی سے اشارہ کیا۔وہ بے صبری سے اس کے چہرے کے زاویئے جانچ رہی تھی۔اس کی طرف سے چوکنا،آیا دوبارہ بھاگ نہ جائے۔(اگر اس نے آنکھیں چرائی تو یہی چور ہوگا جھوٹ بولتے وقت لوگ آنکھیں چراتے ہیں) اپنی عقل مند دوست کی آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

نوجوان اس کے چہرے کے بدلتے بگڑتے زاویوں کو نظرانداز کرتے ہوئے کھنکھارا اور ادھر ادھر متوجہ لوگوں کو ایک نظر دیکھتا دوبارہ اس کی طرف متوجہ ہوا۔

www.novelsclubb.com

"محترمہ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے میں چور نہیں ہوں۔" اور دوبارہ ایک طرف ہو کر نکلنے لگا۔ جب وہ اچانک دوبارہ اس کے سامنے آئی۔

"دیکھو میں کہیں رپورٹ نہیں کرونگی تمہیں۔ مجھے میرا بیگ واپس کردو اس میں میری بہت اہم چیزیں ہیں" چہرے پر زبردستی کی مسکراہٹ سجائی حالانکہ خیال ہی خیال میں اسنے اسکا سر دیوار پر دے مارا تھا۔ ہاں یہ بھی اسکا اپنا ایک طریقہ تھا غصہ ٹھنڈا کرنے کا۔

ایڈم کا دماغ گھومنے لگے۔ اسے جلد از جلد ہاتھ میں پکڑا فرسٹ ایڈ کا سامان گاڑی تک پہنچانا تھا۔ کچھ دیر پہلے اس کی گاڑی سے ایک بوڑھی خاتون ٹکرا گئی تھی۔ حالانکہ اس خاتون کو ایڈم کی گاڑی سے ٹکرانے پر کوئی خاص چوٹیں نہیں آئی تھیں۔ لیکن پھر بھی کمزوری کے باعث انکی حالت غیر تھی۔ بدقت بریک لگانے پر وہ بڑی مصیبت سے بچ گیا تھا۔ لیکن وہ انہیں بنا ایڈ دئے ایسے جانے نہیں دے سکتا تھا۔ گاڑی بریج کے پاس کھڑی کر کے وہ پرانے بازار کے ڈرگز اسٹور کی جانب لپکا تھا۔ بھاگنے کی وجہ سے اس ٹھنڈے موسم میں بھی اس کے پھولتے تنفس کے باعث سرخ چہرے پر پسینے کے قطرے ابھر رہے تھے۔ وہ دونوں بازار کے عین وسط میں

www.novelsclubb.com

کھڑے تھے۔آس پاس لوگ بار بار انہیں ایک طرف ہونے کے لئے ایکسکیوز کر رہے تھے۔اور یہ بد تمیز لڑکی اسے چور سمجھ کر اس کا مزید وقت ضائع کر رہی تھی۔

"مجھے آپ کے بیگ میں کوئی دلچسپی نہیں براہ مہربانی ایک طرف ہو جائیں۔" ماتھے پر بل جمائے اس دفعہ اس نے اپنی ناگواری چھپانے کی کوشش نہیں کی۔

"تو پھر میرا بیگ آپ کے ہاتھ میں کیا کر رہا ہے؟" اس کے ہاتھ کی طرف اشارہ کرتے اس نے پورے اعتماد سے ایک ابرو اچکائی۔نوجوان نے پہلے اسے ناگواری سے دیکھا پھر ہاتھ میں تھامے بیگ کو۔اور اچانک کھول کر اسے اس کے سامنے کر دیا۔وہ تو شکر ہے وہ پیچھے ہوئی ورنہ شائد اس بیگ کو اس کے سر پر بند کر کے وہ اسے ہلاک کر دیتا۔

www.novelsclubb.com

"اس پورے شہر میں یہ سفید بیگ صرف آپ کے پاس نہیں ہے۔مارکیٹ میں آنے والی ہر چیز کے ہزاروں سیمپلز بنتے ہیں۔حیرت ہے اتنی لمبی ہو کر بھی آپکی عقل ٹخنوں میں رہ گئی۔"

اس کی بات پر اس کے کانوں سے دھوئیں نکلنے لگے۔چہرہ سرخ ہو کر غصے سے تمتمانے لگا۔

"اور حیرت ہے اتنے بڑے ہو کر آپ کو خواتین سے بات کرنے کی تمیز نہیں۔" نتھنے پھلا کر اس نے مٹھیاں بھینچی۔

تمیز میں صرف ان لوگوں کے لئے استعمال کرتا ہوں جنہیں خود بات کرنے کی تمیز ہو، اور جو سر راہ بلاوجہ لوگوں پر چوری کا الزام نہ لگائیں۔ بہر حال آپکو میرے چور نہ ہونے کا یقین ہو چکا تو میں چلتا ہوں"

نوجوان کا حلیہ اور لہجہ اسے کسی بھی طرح چور کہنے کے لئے مناسب نہیں تھا۔ لیکن کیا چور چوروں کی طرح حلیہ اپنائے گا؟ یک لحظے کو وہ سوچ میں پڑ گئی۔

"تو پھر آپ بھاگ کیوں رہے تھے۔" اس کی ماتھے پر پھیلی سلوٹیں مزید گہری ہونے لگیں۔ ہٹ دھرمی کی انتہا کرتے ہوئے اس نے بھی اس بدلحاظ، منہ پھٹ اور بد تہذیب انسان کی ناگواری کو نظر انداز کیا۔

"میں کسی کی مرہم پٹی کا انتظام کرنے کے لئے بھاگ رہا تھا۔" سفید ٹوٹ بیگ اسکی آنکھوں کے سامنے ایسے لہرایا کے اس میں موجود کسی دوا کی بوتل اسکی ناک سے ٹکرائی اور وہ

www.novelsclubb.com

بلبلاتے ہوئے وہ پیچھے ہوئی۔ناک سہلا کر فارغ ہوئی تو سامنے ڈر گزاسٹور کا دروازہ اس کا منہ چڑا رہا تھا۔

پریسہ کنعان نے پہلے خود کو کوسا پھر اس شخص کو،اور پھر اس بیگ کو جو ہر کسی کے پاس تھا۔ خفت چھپاتے ہوئے اس نے دائیں بائیں دیکھا۔

بیگ ایسے کیسے غائب ہو گیا۔۔۔؟اس نے آنکھیں بند کر کے سوچنا شروع کیا۔کچھ ہی دیر پہلے جب اس نے مام کی کال اٹھائی تھی تو اس نے کندھے پر لٹکے بیگ کا سٹرپ تھاما ہوا تھا۔ اس وقت وہ بریج کے دائیں جانب گول پتھروں والی سیڑھیوں پر بیٹھی ہوئی تھی۔جو نیچے دریا کے کنارے کو جاتی تھیں۔کہیں بیگ اس کے کندھے سے پھسل تو نہیں گیا۔وہ چونکی اور اسی جانب پلٹی جہاں سے بھاگ کر آئی تھی۔غور سے ہر اس جگہ کا جائیزہ لینا شروع کیا جہاں جہاں وہ رکی تھی۔آس پاس لوگوں سے پوچھا۔جو ایسے کسی بیگ کے بارے میں بالکل نہیں جانتے تھے۔ سیڑیوں پر کچھ نہ پا کر وہ نیچے دریا کے کنارے کی طرف آئی۔جا بجا لوگ چادریں بچھائے بیٹھے تھے۔یہ جگہ پکنک کے لئے مشہور تھی۔سامنے دریا کا شفاف پانی زور و شور سے بہہ رہا تھا۔

دونوں اطراف میں خوبصورت قدیم عمارتیں تھیں۔اولڈ بریج سے کچھ نوجوان چھلانگ لگا کر دریا میں کودتے دکھائی دے رہے تھے۔جبکہ اوپر ان کے فیملی میمبرز ہنستے مسکراتے خوشی سے بھرپور چہرے لئے یہ مناظر کیمروں میں قید کئے جا رہے تھے۔ایک وہی تھی جو پریشان تھی، ایک وہی تھی جو اداس تھی،جب بھی وہ گھر سے ہنستی مسکراتی نکلتی کچھ نہ کچھ برا ضرور ہوتا تھا۔ کبھی کوئی گاڑی اس کے کپڑوں پر کیچڑ اچھالتی زن سے گزر جاتی۔اور اسے واپس گھر جانا پڑتا۔تو کبھی اس کی لکھی گئی شارٹ اسٹوریز رائٹنگ ایجنسی والے ریجیکٹ کر دیتے۔جس پر اس نے پورا پورا ہفتہ لگایا ہوتا تھا۔دفعتاوہ بچوں کے اس ہجوم کی جانب بڑی جو زمین پر آلتی پالتی مارے بیٹھے تھے۔انکے چہرے خوشی اور جوش سے بھرپور تھے۔اور آنکھیں اس کبڑے آدمی پر ٹکی تھیں۔ جو درخت کے نیچے بڑے سے گول پتھر پر بیٹھا تھا۔اس کا لباس مٹیالا تھا پیروں تک آتا ہوا۔ایک آنکھ ضائع ہونے کے باعث چھوٹی ہو چکی تھی جبکہ دوسری ٹھیک تھی اور بال ملگجے۔وہ عجیب سا آدمی تھا۔ڈراونا سا۔لیکن بچے اس کے گرد بہت شوق سے بیٹھے تھے۔

”شائد انہوں نے دیکھا ہو میرا بیگ۔۔“خود کلامی کرتے وہ انکی جانب بڑھی۔قریب جانے پر اسے اس کبڑے کی آواز سنائی دی جو پوری توجہ سے ان بچوں سے کہہ رہا تھا۔

"اس گاؤں پر خطرناک کوؤں کا راج تھا۔ وہاں کے کوے لوگوں کی قیمتی اشیا چرا کر لے جاتے تھے۔ اور ان سے اپنے گھونسلے سجاتے تھے۔"

اس کے کھنکارنے پر وہ سارے اس کی جانب متوجہ ہوئے۔ زرا سا خجل ہو کے وہ پوچھ بیٹھی۔ "کیا کسی نے یہاں سفید رنگ کا ٹوٹ بیگ دیکھا ہے۔؟ مجھے لگتا ہے میں نے اسے یہیں کہیں کھویا ہے۔"

اس کی آواز پر کبڑے کے فضا میں پھیلے ہاتھ جو شائد کوؤں کو خطرناک ثابت کرنے کا اشارہ تھے رکے۔ اس کے آس پاس بیٹے دس پندرہ بچوں کی گردنیں گھومیں۔ کچھ کو اس کا یوں دخل دینا اچھا نہیں لگا۔ منہ بگاڑتے ہوئے انہوں نے کندھے اچکائے۔

www.novelsclubb.com

"ہوں۔۔" کبڑے نے ہنکارا بھرا۔ "سفید بیگ۔۔ کچھ ایسا جو شائد کوؤں کو پسند آیا ہو۔ کیا تم جانتی ہو، ایورووڈ کے گاؤں میں کوے لوگوں کی چیزیں چرایا کرتے تھے۔" کبڑے کے چہرے پر احمقانہ سی مسکراہٹ تھی۔ پتہ نہیں یہ بے وقوف بچے اس کی جھوٹی کہانیاں سننے کے لئے اس کو پیسے کیوں دے رہے تھے۔ کبڑے کے قریب رکھے ٹین کے ڈبے میں چند بچوں کو

سکے ڈالتے دیکھ کر اس کے ماتھے پر بل پڑے۔اور یہاں اس کے ناول کا مینیو سکرپٹ کھو چکا تھا۔جسے چھاپنے سے پہلے ایڈیٹرز نے اچھی طرح اسے خوار کرنا تھا۔یا پھر اسے وہ اس کے منہ پر ہی دے مارتے۔مایوسی اس کے چہرے پر در آئی۔پھر اسے کبڑے کی احمقانہ ہنسی سنائی دی اور وہ جھنجھلائی۔

"یہ ایوروڈ نہیں ہے۔یہاں کوے کچھ نہیں چراتے۔اف۔۔پتہ نہیں میرا بیگ چوری ہوا ہے یا کھو گیا ہے۔روہانسی ہو کر اس نے چہرے پر پریشانی سے ہاتھ پھیرا۔"

"لیکن کبھی کبھار جو اس دنیا میں ہم سے کھو جاتا ہے وہ انہی کہانیوں میں مل سکتا ہے جو ہم سناتے ہیں۔بس ہمیں ان پہیلیوں کو حل کرنا پڑتا ہے جو ارد گرد پھیلی ہوتی ہیں۔"

www.novelsclubb.com

آپ نے میرا بیگ دیکھا ہے یا نہیں؟اس احمق کبڑے کے پاس وقت ہی وقت تھا شائد۔جو اس کے پاس بالکل نہیں تھا۔

"جو چیز ہم ڈھونڈتے ہیں وہ پوچھنے سے نہیں اس کے لئے سفر کرنے سے ملتی ہے۔اس کی جانب جھک کر بولتے ہوئے وہ کبڑا پھر سے زور سے ہنسا۔اس کی ہنسی سوکھے پتوں کے گرنے

جیسی اچانک تھی۔اس کی پہیلی نما باتیں اسے مزید چڑچڑا کر رہی تھی۔اسے آجکل غصہ کچھ زیادہ آرہا تھا۔اور جب تک وہ غصے میں کچھ اگل نہ دیتی اس کا غصہ بڑھتا جاتا تھا۔اب بھی اس نے وہی کیا۔

(لگتا ہے اس احمق کو ڈائیلا گز بولنے کی عادت ہے)"بے وقوف۔۔۔!!"دانت پیستے اس کے منہ سے نکلا اور کبڑے کی مسکراہٹ رفو چکر ہوئی۔

"کیا کہا تم نے۔۔؟بے ادب لڑکی۔۔"کبڑا ہانپتے ہوئے کھڑا ہوا۔کہانی میں خلل ہونے کے باعث بچے بھی اسے غصے سے دیکھنے لگے۔

"کچھ نہیں۔خود کو بے وقوف کہہ رہی ہوں۔کتنی بے وقوف ہوں میں۔مجھے پتہ کیسے نہیں چلا۔اور میرا بیگ غائب ہو گیا۔اس نے اپنا سر پیٹا،مجھے اپنے ارد گرد کا ہوش ہی نہیں۔ بہت شکریہ آپ کا۔عجلت میں کہتے وہ وہاں سے رفو چکر ہوئی۔"پتا نہیں اتنی باتیں اس کبڑے کے ذہن میں رہتی کیسے ہیں۔"

www.novelsclubb.com

"اللہ ان چوروں کا بیڑا غرق کرے۔۔۔۔" اس نے پھر سے غصے سے اپنے بال بگاڑے۔ یہ اسکی پرانی عادت تھی۔ جیسے پیار سے مائیں بچوں کے بال بگاڑتی تھیں۔ وہ غصے میں دونوں ہاتھوں سے اپنے بگاڑتی تھی۔ پھر عادتاً کوٹ کی جیب تپتائی۔ دو قدم کی دوری پر بنے ریستوران کو دیکھ کر اسے اپنی دوست کا خیال آیا جس سے اسے یہاں ملنا تھا۔ سیل فون اس کی جیب میں تھا۔ گردن مسلتے اس نے فون آن کیا، سکرین روشن ہوئی تو اس نے علائیزہ کا نمبر ملایا۔

"کہاں ہو تم۔۔" دوسری طرف علائیزہ اس کی اکتاہٹ بھری آواز سن کر چونکی۔ ایسی اکتاہٹ پریسہ کے لہجے میں تب ہوتی تھی جب اسے آخری وقت میں پلان کینسل کرنا ہوتا تھا۔ صبح جب ان کی بات ہوئی تھی تو وہ بہت خوش تھی۔ دونوں نے آج اولڈ برتیج کے پاس واقع بیلا وسٹا ریستوران میں کھانا کھانا تھا۔ اور اس کی ڈائیری کو لائیبریری میں چیک کروانا تھا۔ اس سے پہلے کہ پریسہ کچھ بول پاتی، اس کی عزیز از جان دوست نے ریستوران کے سامنے کھڑے ہو کر، ہوا میں شامل کباب تلنے کی خوشبو کو آنکھیں بند کر کے مزے لے کر سونگھا اور بولی۔

www.novelsclubb.com

"یہ مت کہنا کہ تم نہیں آرہی میں بیلاوسٹا کے قریب ہوں۔اور آج موسم بھی بہت پیارا ہے تو تم میرا موڈ خراب نہیں کر سکتی،اور شائد یہاں پر ہمیں وہ بھی دکھ جائے۔ہائے کتنا ہینڈسم ہے وہ۔میں نے اپنے زہین دماغ کا استعمال کر کے۔۔۔۔"اچانک سے علائیزہ کی بدلتی ٹون پر وہ چونکی۔

"کون وہ"پریسہ کی سوئی اس بے نام انسان پر اٹکی۔اس نے بیلاوسٹا کی جانب سست قدم بڑھائے۔اور آس پاس چلتے پھرتے رنگ برنگے لوگوں کو دیکھا۔

"وہی کالی وردی والا پولیس آفیسر۔۔۔۔جو تمہارے محلے میں رہتا ہے۔میرے شہر کا محافظ میری پہلی محبت۔"

www.novelsclubb.com

موبائل کان سے لگائے علائیزہ نے اپنے گھنگریالے بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے اڑستے ہوئے شرمانے کی جدوجہد کی۔اور دور کھڑی پریسہ کو ہاتھ سے اشارہ کیا۔

"پہلی۔۔۔؟؟"پریسہ نے بیلاوسٹا کے بیرونی حصے میں رکھے بینچز پر علائیزہ کو بیٹھتے ہوئے دیکھااور طنزیہ ابرواچکائی۔دونوں کی آنکھیں ملی۔وہ ملامتی نظروں سے علائیزہ کو دیکھ رہی تھی۔

"معاف کیجئے گا علائیزہ بی بی لیکن آپ کئی دفعہ اس بیماری میں پہلے مبتلا ہو چکی ہیں۔اور کئی بار کی طرح اس بار بھی یہ ون سائیڈڈ۔۔افیکشن ہے۔کوئی اور ہینڈسم بندہ دکھ جائے تو اس شہر کے محافظ کو چوہا کہ کر اس کی محبت میں پڑھ جائینگی آپ۔"

دوسری جانب علائیزہ نے پتلیاں سکیڑتے ہوئے چبھتی نگاہوں سے اسے گھورا۔ہاتھ کو پنکھے کی طرح جھلاتے آنکھیں گھمائی۔جب تک یہ دوست اس کی زندگی میں تھی۔اس کی خوش فہمیاں ایسی ہی راکھ ہونی تھیں۔

"میرا بیگ چوری ہو گیا ہے۔۔۔۔"اس نے ریستوران سے دکھتے ہوئے برتیج پر پریشان نظریں جمائی۔نیچے بہتے دریا کا شور تھا۔ریستوران میں موجود میزوں کے دونوں اطراف میں لکڑی کے لمبے بینچ تھے۔جن پر چار افراد باآسانی بیٹھ سکتے تھے۔میزوں کی دو قطاریں لکڑی کی

چھت تلے تھی جبکہ ایک مزید قطار کھلے آسمان تلے۔اور پھر لوہے کی ایک خوبصورت ریلنگ سے اس کو چار دیواری دی گئی تھی۔جو اونچی نہ تھی۔باقی گھروں کی طرح ریستوران کی عمارت بھی تکونی چھت اور اینٹوں سے بنی تھی۔یہ تعمیراتی طرز اس شہر کی کشش میں مزید اضافہ کرتا تھا۔ریستوران میں کافی لوگ تھے۔اینٹرینس کی جانب پریسہ کی پشت تھی اور باہر چلتے پھرتے لوگوں کو وہ باآسانی دیکھ سکتی تھی۔علائیزہ جو ویٹر کو متوجہ کرنے کے لئے اشارہ دے رہی تھی اس کے مقابل بیٹھی تھی۔اس کا بیگ میز پر رکھا تھا۔گندمی رنگت گھنگریالے بالوں اور پرکشش نقوش کی حامل یہ لڑکی اس کی بچپن کی دوست تھی۔

"کیا کیسے،،، کہاں چوری ہوا ہے۔۔۔"علائیزہ اس سے بات نہ کرنے کا ارادہ ترک کر کے بوکھلاتے ہوئے ایک ہی سانس میں بولی۔

"یہیں اولڈ بریج کے پاس۔۔"

"سیلری تو نہیں تھی نہ بیگ میں۔۔"علائیزہ نے لہجے کو فکرمند بناتے ہوئے اسے چھیڑا۔

www.novelsclubb.com

"جاب ہو گی تو سیلری ملے گی۔" اکتاہٹ بھری سانس خارج کرتے۔اس نے میز کے نیچے پیر پھیلائے۔

"لیکن اس میں میرے ناول کا مینو سکرپٹ تھا۔اور ڈائری تھی"

"اوہ۔۔" اب کے وہ حقیقت میں فکر مند ہوئی۔

ٹیبل پر کہنیاں جمائے پریسہ نے دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپایا۔

"پریسہ تم رو رہی ہو؟" وہ ایکدم پریشان ہوئی۔ ٹیبل پر آگے ہوتے ہوئے اس کا ہاتھ کوٹ کی آستین سے پکڑ کر ہلایا۔

"پریسہ۔۔۔رومت ورنہ میں بھی رونے لگوں گی۔"

"تم نے مجھے کیا بچی سمجھ لیا ہے" علائیزہ کا ہاتھ جھٹک کر پریسہ ایک دم سیدھی ہوئی۔

"مجھے اپنے ناول کا سوچ کر اکتاہٹ ہو رہی ہے۔ کتنی محنت سے لکھا تھا میں نے۔" سینے پر ہاتھ باندھتے اس نے علائیزہ کے پریشان ہوتے چہرے کو نارمل ہوتے دیکھا۔

"اور اس میں ڈائری بھی تھی" منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے وہ پتلیاں سکیڑے کسی غیر مرئی نقطے پر نظریں جمائے بیٹھی تھی۔ علائیزہ کو اس کی بڑبڑاہٹ سنائی نہیں دی۔ وہ قریب آتے ویٹر کو میز پر رکھے مینو کارڈ میں سے ایک کباب ڈش پر انگلی رکھتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔ ہوا سے میز پر رکھے گلدان کے پھول، پتے گرانے لگے۔

"ویسے اس کے ساتھ ویجیز تو ہو نگی ہے نا؟" ویٹر اسے جواب دینے لگا تھا جب پریسہ میز پر ہاتھ مارتے ہوئے سیدھی ہوئی۔

"ایلی اور اس میں ڈائیری تھی۔ میری مام کی ڈائیری" وہ دونوں اس کے اچانک چلانے پر بوکھلائے۔ علائیزہ نے اپنے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے پہلے بوکھلائے ہوئے ویٹر اور پھر پریشان چہرہ پریسہ کو دیکھا۔ دوبارہ ویٹر کو دیکھتے اسے معذرت لی ہوئی مسکراہٹ کے ساتھ اسے رخصت کیا۔

"اف کتنا چیختی ہو تم پریسہ۔"

www.novelsclubb.com

"میری ڈائری ہے اس بیگ میں۔ایلی وہ ڈائری۔۔وہ بہت اہم ہے میرے لئے،وہ آخری نشانی ہے میرے پاس"اس کی آواز میں پیدا ہوتی فکر علائیزہ کو محسوس ہوئی۔

کئی دن پہلے یہ ڈائری وہ بیگ میں ڈال چکی تھی۔سوچتے ہوئے کہ رائٹنگ ایجنسی سے واپس آتے وقت وہ اسے لائیبریری میں موجود بک ریپیئر شاپ میں دکھادے گی۔اس کے صفحات پرانے ہونے کے باعث ایک دوسرے سے چپک چکے تھا۔اسے ڈر تھا اندر جو کچھ لکھا گیا تھا وہ مٹ نہ جائے۔لیکن ہر دفعہ آتے جاتے وہ اسے دینا بھول جاتی تھی۔آج بھی اسے بیگ میں رکھی گی ڈائری کا خیال نہ آتا اگر بیگ چوری نہ ہو جاتا۔وہ اسے ایسے بنا کھولے نہیں کھو سکتی تھی۔

♦♦♦

یہ بوسنیہ کے شہر سراجیوا کے گرد و نواح میں واقع جنگلات میں سے ایک کا منظر ہے۔گھنے پیڑوں کے باعث سرد موسم کی یہ نرم گرم دھوپ جنگل کو روشن کرنے سے قاصر تھی۔چرند پرند کی آوازوں سے جنگل گونج رہا تھا۔جنگل میں داخل ہونے والے جھرنوں کی دبلی پتلی لکیریں،وہاں رہنے والے چھوٹے موٹے جانوروں کی پیاس بجھانے کا سامان تھی۔انہیں میں سے ایک جھرنے پر کسی ہرنی کا عکس پڑ رہا تھا۔جہاں سے وہ پانی پی رہی تھی وہیں پانی پر گول گول

دائرے بنتے جاتے اور ہرنی کا عکس پانی پر بگڑتا چلا جاتا۔ یہ نہایت نایاب نسل کی ہرنی تھی جس کی سنہری جلد پر قطار در قطار سفید دھبے تھے۔ دفعتاوہ پانی پیتے پیتے رکی، اس نے گردن اٹھائی، اور کان کچھ سننے کے لئے حرکت کرنے لگے۔ اچانک سے وہ چوکنا ہوئی، جیسے اس نے خطرے کو بھانپا ہو، اس کی سفید ٹانگیں اٹھیں اور ایک ہی جست میں وہ جنگل کے اندرونی حصے کی جانب بھاگی۔ جس جگہ وہ کچھ دیر پہلے کھڑی تھی وہیں موجود پیڑ کے تنے پر زن سے ایک تیر آکر پیوست ہوا۔ تیر عین اس سرخ نشان پر لگا تھا۔ جسے نشانہ بازی کے لئے وہاں اس پیڑ پر لگایا گیا تھا۔ یہاں اس جنگل میں یہ نشانات جابجا پھیلائے گئے تھے۔

"تم ہرن کو نشانے پر رکھ رہے تھے یا اس سرخ نشان کو؟؟ ویسے بہت تیز جانور ہے یہ اتنی آسانی سے ہاتھ نہیں آتا۔ ارد گرد رکھے سامان کو اٹھاتے درمیانے قد، اور کندھوں تک آتے براؤن بالوں والے نوجوان نے پاس ہی کھڑے اس شخص سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ جس کی پیٹھ پر تیروں سے بھرا ترکش تھا۔ دائیں ہاتھ میں سیاہ رنگ کی جدید کمان تھی۔ جسے اس نے خاص اپنی پسند سے تیار کروایا تھا۔ دفعتاوہ شخص اس نوجوان کی جانب پلٹا۔

"تم یہیں رکو" اور دوبارہ اسی جانب گھوما جس جانب ہرن بھاگا تھا۔ سیاہ شرٹ پر لیدر جیکٹ پہنے اس کی گرے آنکھیں دھوپ میں کانچ سی چمک رہی تھیں۔ اس کے سیاہ بال ہوا سے ماتھے پر بکھرے۔ تیزی سے اس ہرن کے پیچھے لپکتے اس نے پاس بہتے جھرنے سے ایک ہی جست میں چھلانگ لگائی اور گھنے جنگل میں غائب ہو گیا۔

پیچھے کھڑے نوجوان نے کندھے اچکائے، ادھر ادھر گردن گھما کر آسمان کی جانب دیکھا اور بے نیازی سے ہاتھ میں پکڑا سیب انہماک سے کھانے لگے۔ کچھ قدم دور جنگل میں داؤد سلطان ایک گھنی جھاڑی کے پیچھے بیٹھا اس ہرن کو اپنے تیر کے نشانے پر رکھ چکا تھا۔ اس کی گرے آنکھوں میں عقاب کی سی چمک تھی۔ نشانے پر رکھی ہرنی لڑکھڑا رہی تھی۔ اس کے پیٹ سے بھل بھل نکلتا خون اس سے کھڑے رہنے اور بھاگنے کی سکت چھین چکا تھا۔ اس کی خوبصورت آنکھوں بے جان ہوتی جا رہی تھیں۔ ہرنی کی کچھ ہی سانسیں باقی تھیں۔ اس جیسے تیر اندازی کے شوقین کے لئے ہرنوں کا شکار سب سے دلچسپ تھا۔ کیونکہ انہیں شکار کرنا دوسرے جانوروں کے مقابلے میں مشکل تھا۔ جس کسی نے بھی اس ہرن کو نشانہ بنایا تھا۔ کوئی اناڑی نشانے باز لگتا تھا۔ شکار کو ٹھیک وہیں انہیں جگہوں پر مارا جاتا ہے جہاں سے انکی موت فورا

www.novelsclubb.com

واقع ہوں۔ یہاں اس ہرنی کا نشانہ لے کر اسے درد سے بلبلانے کے لئے چھوڑ دیا گیا تھا۔اس نے تیر کو انگلیوں کی گرفت سے آزاد کیا۔ کمان سے نکلتا، ہوا کو چھیرتا وہ ٹھیک وہیں جا کر لگا جہاں کا اس نے نشانہ لیا تھا۔اس کی توقع کے مطابق ہرنی وہیں ڈھیر ہو گئی اور اسی وقت اس نے اسی جانب گردن ترچھی کی جس طرف سے اسے قدموں کی چھاپ سنائی دی اور وہ لمحے بھر کے لئے مسکرایا۔ دور پڑا ہرن اپنی آخری سانسیں لے چکا تھا۔ وہ اٹھا اور شکار کی جانب قدم بڑھائے جب اس کی جیب میں پڑا فون تھرتھرایا۔ کمان کو ایک ہاتھ میں تھامتے اس نے دوسرے ہاتھ سے فون جیب سے نکال کر اس کی سکرین روشن کی۔

"مسٹر فیلکن !! بوسنیہ میں پائیڈ پیپر کا نیا ایڈیشن آچکا ہے۔آپ نیا ایڈیشن اس لائبریری سے اٹھا سکتے ہیں شکریہ۔" اور اسی کے ساتھ نیچے لائبریری کا ایڈرس دیا گیا تھا۔ سکرین پر ابھرتے پیغام نے چہرے پر موجود کچھ دیر قبل کے اطمینان کو سنجیدگی میں بدلا۔اور اس نے چہرہ اٹھایا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے ڈرانے سے پہلے اپنے پیچھے موجود کیٹر پلر سے نمٹ لو۔ کہیں تمہیں کاٹ نہ لے اسمائیل عالیجا" عقب میں کھڑا اسمائیل ہمیشہ کی طرح ایک بار پھر بھونچکارہ گیا۔ سرعت سے پیچھے پلٹا تو کالے رنگ کا لمبا چوڑا کیٹر پلر پھن پھیلائے اسے ڈسنے کے لئے تیار تھا۔اس کے منہ سے ایک حواس باختہ چیخ نکلی اور وہ بدک کر دو قدم پیچھے ہوا۔

داؤد نے تیزی سے آگے بڑھ کر سرسراتے سیاہ سانپ کے سر پر اپنا بھاری بھرکم جوتا رکھا اور پوری قوت سے اس کا سر کچل دیا۔ زمین پر پھیلتے زہر کو دیکھ کر اسمائیل کی پھنسی پھنسی آواز فضا میں گونجی۔

"کیٹر پلر۔۔۔ تم اس سانپ کو بنا مڑے کیسے دیکھ سکتے ہو۔" اس کا منہ ابھی بھی حیرت سے ادھ کھلا تھا، اس نے بے ساختہ جھرجھری لی۔

"دیکھ نہیں سکتا سن تو سکتا ہوں۔ وہ تمہارے پیچھے سرسرا رہا تھا اور تم اسے کسی ننھے کیٹر پلر کی طرح نظر انداز کر رہے تھے۔ چہ چہ، باتیں تم مارکس مین بننے کی کرتے ہو" دفعتاً وہ ٹھٹکا۔

www.novelsclubb.com

اس کے چہرے پر چھائی طنزیہ مسکراہٹ غائب ہوئی۔اسے اسی جانب سے قدموں کی چھاپ سنائی دی جس طرف ہرنی گری پڑی تھی۔

اسمائیل کے اترتے چہرے کو نظرانداز کرتے وہ سرعت سے درختوں کی ٹہنیاں ہٹا کر جا بجا گرے ہوئے پتوں کو روندتا ہرن کی جانب بڑھا۔داؤد کو وہاں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تھا۔کسی کو نہ پا کر اسنے چاروں طرف گردن گھمائی۔آنکھیں بند کر کے کچھ سننے کی دوبارہ کوشش کی مگر چاروں طرف چرند پرند اور پتوں کے ہوا سے ہلنے کی آوازیں تھی۔اس نے آنکھیں کھولی اور زمین پر پڑے ہرن کو دیکھا۔ہرن کی گردن پر ہاتھ رکھا۔اس کا جسم ابھی بھی گرم تھا۔اسی وقت اس کی نظر خون کے بنتے تالاب کے قریب پڑے اپنے تیر کی جانب گئی اور اسکا شک یقین میں بدل گیا۔تیر جتنی گہرائی میں پیوست ہوا تھا اس کا خود بخود یوں باہر نکلنا ممکن نہیں تھا۔اس نے نیچے جھک کر تیر اٹھایا۔وہ پانچ انچ تک خون سے رنگین تھا۔اتنی گہرائی سے اسے کوئی شخص ہی نکال سکتا ہے۔اس کی تیز نظریں ارد گرد کا جائیزہ لینے لگیں۔

www.novelsclubb.com

"چلو ہمارا یہاں آنا بیکار نہیں گیا۔آج کی رات باربی کیو کے لئے میں تمہیں پہلے سے دعوت دیتا ہوں۔تم نے میری جان بچائی اس کے لئے میں اتنا تو کر ہی سکتا ہوں۔ویسے اس نسل کا ہرن یہاں بوسنیہ کے جنگل میں۔"

ہرنوں کی یہ نایاب نسل چتال کہلاتی ہے۔اور تم نے صحیح کہا اس کا یہاں پایا جانا عجیب ہے۔یہ نسل اکثر انڈیا اور سری لنکا کے جنگلات میں پائی جاتی ہے۔ضرور اس کا جھنڈ کہیں آس پاس پھیلا ہو گا۔یہ اکیلے کبھی سفر نہیں کرتے۔اس کو مارنے پر گورنمنٹ کی طرف سے جرمانہ بھی عائد ہو سکتا ہے۔"وہ دونوں ہرن کو تفتیشی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔اسمائیل ہرنی کے پاس بیٹھ کر اس پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

www.novelsclubb.com

ویسے تم نے اسے مارا کیوں، مہینے میں ایک سے زیادہ ہرن کا شکار تمہاری طبیعت کے خلاف نہیں"

"یہ پہلے سے ہی زخمی تھا۔لمبی سانس بھرتے اس نے اسمائیل کو دیکھا۔جس نے بھی نشانہ لیا تھا۔اس کا مقصد یا تو ہرن کو مارنا نہیں تھا یا وہ کوئی اناڑی مارکس مین تھا۔اپنی گاڑی میں لے جاؤ

اسے۔زبح کرنے سے پہلے زخمی جگہوں کا جائیزہ لے لینا۔کچھ تیروں پر ایک خاص قسم کا زہر لگایا جاتا ہے۔تاکہ جانور تیر لگنے پر زیادہ دور تک نہ بھاگ سکیں۔"

"ہاں ہاں مجھے معلوم ہے۔نہیں کھلاونگا میں تمہیں زہریلا گوشت۔تم نہیں آرہے؟؟" اس کی بات پر داؤد نے پہلے اسے ملامتی نظروں سے دیکھا پھر بولا۔

"مجھے ضروری کام ہے۔میں جارہا ہوں" اسکی کالز ہمیشہ ارجنٹ پہنچنے والی ہوتی تھیں۔وہ پلٹنے لگا تھا۔

"ایک بات بتاو، تمہاری ٹیم جب پورا کام سنبھال ہی رہی ہے تو تمہیں کام کی جگہ پر اس طرح چھٹیوں میں جانے کی کیا ضرورت ہے۔وہ تمہیں پہلے ہی اپ ڈیٹ کر تو رہے ہیں۔"

"کچھ چیزوں کو میری منظوری کی ضرورت ہوتی ہے۔ایسے کام ٹیم میرے بغیر نہیں کر سکتی۔" اس کے چہرے پر اب سنجیدگی تھی۔وہ ایسا ہی تھا۔اپنے کام کے لئے ساری چیزیں پس پشت ڈالنے والا۔

"میں یہ ہرن اکیلے کیسے گاڑی تک لے کر جاونگا۔رکو۔۔" اسمائیل اس کے پیچھے لپکا۔

اسمائیل عالیجا تمہیں کچھ کام اکیلے کرنے کی عادت ڈال لینی چاہیئے۔میں ہمیشہ تمہاری مدد نہیں کرونگا۔بے فکر رہو یہاں مزید سانپ نہیں آئینگے"اس کا کندھا تپتپا کر داؤد نے جن نظروں سے اسے گھوراوہ تلملا کر رہ گیا۔

"میں ان کیڑے مکوڑوں سے نہیں ڈرتا۔تم کیا سمجھتے ہو مجھے"دور جاتے ہوئے داؤد کی پشت پر وہ زور سے چیخا۔پھر اپنے کندھے کو بگڑا ہوا منہ بناتے ہوئے جھاڑا۔جیسے داؤد کے ہاتھوں نے اسے گندا کر دیا ہو۔ہرن کو دیکھ کر اس نے ایک اکتاہٹ بھری سانس لی۔

"داؤد سلطان ایک دن تمہیں میری صلاحیتوں کا اندازہ ہو جائے گا اور تب میں تمہیں بالکل منہ نہیں لگاؤں گا۔"پشت پر پہنے بیگ کو زمین پر رکھتے وہ مسلسل بڑبڑا رہا تھا۔اس نے بیگ کی زپ کھولی اور اس میں سے رسی نکالتے ہوئے اسے کھولنے لگا۔تبھی اسے احساس ہوا کہ وہ اس گھنے جنگل میں اکیلا ہے۔چاروں اور پھیلے گھنے درختوں کے جھنڈ نے اسے اپنے مغرور دوست کی کمی کا احساس دلایا اس کی گردن کے بال کھڑے ہوئے اور وہ پوری رفتار سے رسی کھول کر ہرنی کے گرد باندھنے لگا۔

♦♦♦

www.novelsclubb.com

یہ بیلا وسٹا ریستوران کا منظر تھا۔ ٹھنڈی ہوا پانی کی ہلکی پھلکی پھوار لئے ریستوران میں بیٹھے لوگوں کے مزاج پر بھلی لگ رہی تھی۔ ریستوران کا کھلے آسمان تلے کا حصہ لوگوں کی توجہ کا زیادہ مرکز تھا۔ لکڑی کے اینٹرینس سے داخل ہونے والے لوگ ایک دوسرے کے کانوں میں کھد بھد کر کے اس طرف خوشی سے اشارہ کرتے اور جلدی سے کسی خالی بینچ پر بیٹھ جاتے مبادا کوئی ان سے پہلے وہ جگہ نہ ہتھیا لے۔ شہر کا یہ حصہ ساکت کر دینے والے مناظر سے بھرپور تھا۔ دفعتاً وہیں لکڑی کی بینچوں میں سے ایک پر بیٹھی علائیزہ نے پریسہ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر دبایا۔

"تم فکر نہ کرو، ہم پولیس اسٹیشن جا کر تمہارے بیگ کی رپورٹ کرینگے۔ قسمت اچھی ہوئی تو تمہارا بیگ ضرور مل جائے گا" میز پر رکھی پلیٹس میں رنگ برنگی تازہ سبزیوں کے بیچ رکھے کبابوں سے نکلتا دھواں ان دونوں کے بیچ دیوار حائل کر رہا تھا۔ ریستوران کے ارد گرد پھیلا اینٹوں سے بنا فرش گیلا ہونے لگا تھا۔ پریسہ کی نظریں موسٹر برتیج پر جمی تھیں۔ علائیزہ کے ہاتھ کا دباؤ محسوس کرتے اس نے نظریں پھیریں اور اس کے روشن چہرے پر جمائیں۔

"ہوں،اداسی سے ہنکارا بھرا۔ معلوم نہیں مجھے زیادہ دکھ ڈائیری کا ہے یا اپنے ناول کھونے کا"اس کی گرفت سے ہاتھ نکال کر اس نے کانٹا اور چھری اٹھائی۔

"میرے خیال میں تمہیں زیادہ دکھ ڈائیری کا ہے۔وہ تمہاری مام کی آخری نشانی تھی۔اور تم اسے پڑھ بھی نہیں پائی،ناول تو تم دوبارہ بھی لکھ سکتی ہو،اس کا تو مسئلہ ہی نہیں" تیز تیز منہ چلاتے علائیزہ نے ہوا میں کانٹے والا ہاتھ ہلایا۔اور دوسرے ہاتھ سے سیل فون سکرول کرنے لگی۔

کباب کا ٹکڑا کانٹے میں پھنسا کر، چھری سے کاٹتے ہوئے پریسہ کے ہاتھ رکے،اس نے ایک مزمتی نظر علائیزہ پر ڈالی۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں کیا لگتا ہے ناول لکھنا آسان ہے ہاں!! کوئی بھی بیٹھے گا اور بنا رکے لکھتا جائیگا۔مجھے اس ناول کو لکھنے میں پورا سال لگا ہے۔اس نے میز کو پیٹتے ہوئے شہادت کی انگلی اس کی سامنے کی۔"پورا ایک سال۔۔پانچ مہینے ریسرچ پر لگائے۔باقی لکھنے میں۔"اور دوبارہ غصے سے زور زور سے کباب پر چھری پھیرنے لگی۔

علائیزہ نے اس کے تیزی سے چلتے ہاتھ کو اور پھر منہ کو دیکھا۔اور پھر ادھر ادھر گردن گھمائی، مبادا کوئی ان کی طرف متوجہ ہو۔

"تم پلیٹ توڑ دو گی پریسہ، اور میں اس کے لئے پے نہیں کرو نگی۔" اس کے ہاتھ کو بازو سے پکڑ کر روکتے ہوئے دبی دبی آواز میں احسان جتاتے ہوئے بولی۔

"تم نے پہلے کب کیا ہے۔ تمہیں اپنے اس فون سے فرصت ملے تو، تم میرا دکھ سمجھو گی ۔علائیزہ کی نظریں اس کے چھری والے ہاتھ کے ساتھ فضا میں گھوم رہی تھی، کہیں وہ غصے میں اسے قتل ہی نہ کر دے۔

"تم کیسے کہہ سکتی کہ میں اپنے ناول کیلئے پریشان نہیں ہوں۔ میں وہی الفاظ دوبارہ اسی اینز جی سے کیسے لکھو نگی۔" اب ایک ایک کر کے سبزیاں زور سے کانٹے میں مع کباب کے پھنساتے ہوئے اس نے کانٹا غصے سے منہ میں ڈالا۔

علائیزہ فون پر موصول ہونے والے نوٹیفیکیشن پر متوجہ ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"تو تم دوسرا ناول لکھ لینا۔" سیدھے ہاتھ میں کانٹا ہونے کے باعث، الٹے ہاتھ سے موبائل پر ٹائپنگ کرتے وہ بے خیالی سے بولی تھی اور اگلے لمحے اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ پریسہ کی چھری کا رخ اب اس پر تھا۔ علائیزہ کی آنکھیں پھیل کر چھری پر جم گئیں۔ تھوک نگلتے اس نے چہرے پر معصومیت طاری کی۔

"مم۔۔ میرا مطلب ہے، ہم پولیس اسٹیشن جا کر۔۔۔" اس کی پھنسی پھنسی آواز ایک دم رکی۔ اس کی نظریں پریسہ کے عقب میں ریستوران میں داخل ہوتی یاسمین آنٹی اور ان کی بے پناہ خوبصورت بیٹی داریا پر پڑی۔ بالوں کا اونچا جوڑا بنائے کھلے سے گھٹنوں تک آتے سرمئی گاون پہنے وہ مسکرا کر داریا سے کچھ کہہ رہی تھی۔ گاون پر پہنا کریم کلر کا اونی سویٹر موسم کی مناسبت سے پہنا گیا تھا۔ کھلے سنہری بالوں والی داریا ان کی بات پر نزاکت سے کھلکھلائی۔ پھر ہاتھ میں پکڑے شاپنگ بیگز قریبی بینچ پر رکھے۔ ہلکے آسمانی رنگ اور سفید پھولوں والی فراک اس پر خوب جچ رہی تھی۔ دفعتاً اس کی نظر علائیزہ پر پڑی۔ اس نے گردن موڑ کر یاسمین کو ان کی طرف متوجہ کیا۔ اور ان کے قدم اسی جانب بڑھے۔

www.novelsclubb.com

"پریسہ تمہاری مام۔اس کا چھری والا ہاتھ پرے کیا۔"پریسہ نے اس کی نظروں کے تعاقب میں گردن پیچھے موڑی۔اور پھر اسی تیزی سے واپس گھمائی۔

"کیا انہوں نے ہمیں دیکھ لیا"

"وہ اسی طرف آرہی ہیں۔"منہ ہلائے بغیر کہتے علائیزہ نے منہ کباب سے بھرا۔اور چہرے پر ان کی آمد کے لئے جھوٹی مسکراہٹ سجائی۔اور اونچا کر کے ہاتھ ہلایا۔

"نی ماشان سے!!!!!!(اف۔۔نہیں)"آنکھیں بیزاری سے گھماتے اس نے اپنی شرٹ کی ٹرٹل نیک سانس لینے کے لئے کھینچی جیسے ان کی آمد پر اس کی سانس رک گئی ہو۔وہی جھوٹی مسکراہٹ چہرے پر سجاتے اس نے گردن موڑی۔

www.novelsclubb.com

"مجکہ(مام۔۔)آپ یہاں اچانک سے۔۔آیئے بیٹھئے"مسکرا کر بیٹھے بیٹھے ایک طرف سرکتے اس نے قریب کھڑی سوتیلی ماں اور بہن کو دیکھا۔علائیزہ بھی دوسرے بینچ پر داریا کے لئے جگہ بناتے اسی جانب کھسکی۔

"تم تو کہہ رہی تھی تمہیں رائٹنگ ایجنسی جانا ہے۔ جہاں تمہیں آج جاب ملنے والی تھی۔ اور تم اپنی دوست کے ساتھ یہاں بیٹھی ہو۔" یاسمین کے چہرے پر موجود کچھ دیر پہلے کی مسکراہٹ تلخی میں بدل چکی تھی۔ پاس کھڑی داریا مزے لیتی مسکراہٹ کے ساتھ علائیزہ کے پہلو میں بیٹھی۔ علائیزہ اس کی خوبصورتی سے متاثر چوری چھپے اسے دیکھ لیتی۔

"میں۔۔وہ۔۔وہیں جائینگے ہم۔۔" وہ پہلے بوکھلائی، جھوٹ گھڑنے کے لئے کچھ وقت لیا پھر مسکرا کر علائیزہ کو دیکھا۔ وہ جو ابا زور و شور سے سر ہلانے لگی۔ "رائٹنگ ایجنسی نے انٹرویوز کا وقت بدل دیا تھا یہ کھانے کے بعد بس وہیں کے لئے نکلے گے آپ بیٹھیں۔" بینچ کی طرف اشارہ کرتے اس نے اپنی بگڑتی مسکراہٹ چھپانے کے لئے قہوے کا کپ منہ سے لگایا۔

www.novelsclubb.com

نخوت سے اس کے پہلو میں بیٹھتے، یاسمین نے شاپنگ بیگز میز کے نیچے رکھے۔ "تم کیا کر رہی ہو آج کل۔ اور تمہاری مام انکی بیکری کیسی چل رہی ہے۔" ان کی مشکوک نظریں دونوں کا تیزی سے مشاہدہ کر رہی تھیں۔ وہ اب علائیزہ سے مخاطب تھی۔ لہجہ تھوڑا نرم ہوا۔ جبکہ داریا قریبی ویٹر کو آرڈر لکھوانے لگی۔ لوگ ہنوز ریستوران میں آجا رہے تھے۔

"میں یہیں قریبی اسکول میں پرائمری کلاسسز کو پڑھا رہی ہوں۔مام کی بیکری بھی اچھی چل رہی ہے۔اب تو کسٹمرز کافی بڑھ رہے ہیں۔شام کے وقت وہیں ان کا ہاتھ بھی بٹا دیتی ہوں۔آپ شائد شاپنگ کر کے آرہی ہیں۔" علائیزہ نے ان کے بیگز کو دیکھا۔

"ہوں، سردیوں کے کچھ کپڑے لینے تھے۔بس وہی لئے ہیں۔ تمہیں تو پتہ ہے داریا کو کپڑوں کا کتنا کریز ہے۔ابھی بھی اس کی الماری بھری پڑی تھی لیکن آج کل کے بچے تو موسم بدلنے پر دوبارہ وہی کپڑے نہیں پہنتے فیشن جو بدل رہا ہے تیزی سے، باقی ان کے انکل کی فیملی کو کل دعوت پر بلایا ہے ایمر بھی اٹلی سے آچکا ہے۔دعوت کے لئے کچھ گروسری لی ہے۔" انہیں لمبے لمبے جواب دینے کی عادت تھی۔ٹیبل پر ویٹر اب ان کا دیا گیا آرڈر سرو کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

پریسہ نے قہوے کا کپ میز پر رکھتے علائیزہ کو آنکھوں ہی آنکھوں میں چپ رہنے کی تنبیہہ کی۔

"تو پھر تو آپ پریسہ کے لئے بھی لائی ہونگی۔" مسکرا کر علائیزہ نے دونوں ماں بیٹی کو دیکھا۔

یاسمین تھوڑا گڑبڑائیں۔پھر خود کو کمپوز کرتے ہوئے پریسہ کو پیار بھری نظروں سے دیکھا۔

"ارے داریا کے سارے نئے کپڑے اسی کے پاس تو جاتے ہیں۔اور یہ خود بھی اب جاب کرے گی تو کرے گی پھر اپنی شاپنگ۔ تبھی تو بار بار اس کو میں یہ فضول شوق چھوڑنے کا بولتی ہوں جو اس کا سارا وقت ضائع کر دیتا ہے۔اب تمہاری طرح کہیں ٹھیک سے جاب کرے تو اس کا ہی فائدہ ہے۔مہنگائی اتنی ہے۔میں تو داریا کے خرچے نہیں اٹھا سکتی تو پریسہ کے کیسے اٹھاؤنگی۔ اس کے بابا کی کمپنی سے آنے والی پنشن میں تو ہمارا ہی گزارا ہو پاتا ہے۔"

ٹھنڈی سانس بھرتے وہ میز پر رکھے کھانے کی جانب متوجہ ہوئی۔انہیں معلوم ہوتا کہ وہ اپنا ناول کھو چکی ہے اور اسی چکر میں انٹریو کا ٹائم گزر چکا ہے تو وہیں پر بھرے مجمعے میں اس کی عزت افزائی کر دیتیں۔

"تم ہی سمجھاؤ اسے، تم سمجھدار ہو۔۔"

www.novelsclubb.com

پریسہ نے گردن کی پشت سہلائی۔ ”مجھے اسکا یوں وقت ضائع کرنا نہیں پسند۔ کم از کم اس کا رشتہ آئے تو صحیح جگہ سے رائیٹنگ کی ڈگری سے یہ کیا کرلے گی۔ لکھنے کا آج کل کوئی فائدہ نہیں۔ چوبیس سال کی ہو چکی ہے۔ میں تو بھئی اس کے لئے بھی وہیں سوچتی ہوں جو داریا کے لئے سوچتی ہوں۔ ماشاللہ اس کا بی ایس سائیکالوجی میں آخری سیمسٹر ہے۔ مسلسل رشتے آرہے ہیں، لوگوں کو منع کرنے کے لئے حیلے بہانے ڈھونڈنے پڑتے ہیں۔“

”مام کوئی ڈگری فالتو نہیں ہوتی۔ یہ انسان کی صلاحیت پر ڈیپینڈ کرتا ہے کہ وہ اس ڈگری کا کس طرح استعمال کرتا ہے۔ پہلو بدلتے ہوئے پریسہ نے چہرے پر آتی شہد رنگ لٹ کو پیچھے کیا۔

”چلو دیکھتے ہیں تمہاری صلاحیت تمہیں نوکری دلواتی ہے کہ نہیں“ کب سے بیٹھی خاموش داریا سادہ لہجے میں بول پڑی۔ اس کی طنزیہ نگاہیں خود پر محسوس کرتے پریسہ نے پہلو بدلا۔ (اب اسے کون بتائے کہ جاب ملنے کا چانس وہ کھو چکی ہے۔ اسے کہیں اور اپلائے کرنا پڑے گا)

www.novelsclubb.com

"چلو داریا لیٹ ہو جائنگے۔گھر میں کام پڑے ہیں۔" ویٹر کو بل پے کرتے یاسمین نے داریا کو چلنے کا اشارہ دیا۔

زبو گم (گڈ بائے) کہ کر داریا نے ایک ادا سے اپنے بال جھٹک کر کندھے کے پیچھے کئے ۔شاپنگ بیگز اٹھائے یاسمین نے بھی مسکرا کر الوداعی تاثر دیا اور دونوں انہیں وہیں چھوڑ کر ریستوران سے باہر نکلنے کو آگے بڑھے۔پریسہ نے سکھ کا سانس لیا البتہ اس کا چہرہ مزید اتر چکا تھا۔

"تم انکی باتوں کو دل پر مت لو، ہر کسی کے دل میں ہمارے پروفیشن کی عزت نہیں ہوتی ،ایسی باتوں کو دل پر لو گی تو کچھ نہیں کر پاؤ گی"

"اب تو مجھے ان کی باتیں سچی ہی لگتی ہیں۔اب تک میں نے کوئی پروگریس نہیں کی ۔صرف اتنا ہوا ہے کہ میں اپنا ناول لکھ پائی ہوں، اس کا بھی کچھ پتا نہیں کہ چھپ سکے گا یا نہیں ۔لٹریری ایجنٹس کو قائل کرنا بھی ایک الگ لمبا کام ہے۔نہ ہی اب تک میں کوئی جاب کر پائی ہوں۔کب تک دیدا میرے خرچے اٹھائنگے، میری عمر کی لڑکیاں اپنے پیروں پر کھڑی ہیں۔"

www.novelsclubb.com

پلکیں جھپک کر اس نے آنکھوں میں ابھرتی نمی کو واپس دھکیلا۔علائیزہ نے ترحم بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

"مجھے اپنی زندگی سے اکتاہٹ ہونے لگی ہے۔" وہ مایوس تھی۔

پریسہ جو ہماری قسمت میں لکھا ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ہم اپنی قسمت نہیں بدل سکتے۔ لیکن ایسا بھی نہیں کہ ہمیشہ برے واقعات ہی ہمارا سامنا کرتے ہیں۔ہمیں اچھے وقت کی امید بھی رکھنی چاہیئے"

جب ہم اپنی قسمت نہیں بدل سکتے تو ہمیں اچھی امید بھی نہیں لگانی چاہیئے۔امیدیں دکھ دیتی ہیں۔مجھے کسی چیز کی توقع کرنے کی ضرورت نہیں۔اگر سب کچھ قسمت میں ہی لکھا ہے۔ تو ایسے ہی سہی۔جو ہو گا اس سے اسی وقت نپٹا جائے گا۔جیسے اب نپٹ رہی ہوں" چلو چلیں۔

علائیزہ اس کی بات پر لاجواب ہوتے ہوئے گہری سانس لے کر اٹھ کھڑی ہوئی،دونوں وہاں سے نکلے۔پریسہ کے گردن میں بازو حائل کرتے اس نے اسے اپنے قریب کیا۔وہ اسے

www.novelsclubb.com

ایسااداس نہیں دیکھ سکتی تھی۔وہ پہلے کبھی اس طرح مایوس نہیں ہوئی تھی۔لیکن لگتا ہے اب حالات اسے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر رہے تھے۔

"ویسے وہاں براق تو ہو گا پولیس اسٹیشن میں۔۔میرا حلیہ تو ٹھیک ہے؟ہے نا"اپنی گھٹنوں تک آتی سکرٹ سے نادیدہ گرد جھاڑتے اس نے بازو کے حالے میں مقید پریسہ کا چہرہ دیکھا۔

"تم اس کے سحر سے باہر آجاؤ،کیا پتہ وہ کسی اور کو پسند کرتا ہو"اسے شک میں ڈالتے پریسہ نے اپنی بڑی بڑی آنکھیں مزید پھیلاتے ہوئے پٹ پٹائیں۔

"تم مذاق بنالو میرا،میرے احساسات بالکل خالص ہیں۔مجھے لو ایٹ فرسٹ سائیٹ ہو چکا ہے"وہ

عقب سے چلائی۔

پریسہ اس کی چیختی آواز نظر انداز کر کے برتیج سے چھلانگ لگاتے نوجوانوں کی ویڈیو بنانے لگی۔اپنا موڈ بہتر کرنے کے لئے اسے کچھ نہ کچھ تو کرنا تھا۔حسرت بھری نظروں سے انہیں

www.novelsclubb.com

دیکھتے اس نے وہاں سے چھلانگ لگانے کی خواہش کو ہر بار کی طرح دل میں دبایا اور وہیں کھڑے علائزہ کو پلٹ کر دیکھنے لگی جو کچوے کی رفتار سے اس کی جانب بڑھ رہی تھی۔

♦♦♦

شام ڈھلنے لگی تھی۔ سراجیواشہر کی لائیبریری کی قدیم عمارت اپنے اندر موجود کتابوں کے خزانے پر ناز کرتی فخر سے کھڑی تھی۔ سر کے خم سے ریسیپشن پر بیٹھے آدمی کو سلام کرتا داؤد سلطان لمبے لمبے ڈگ بھرتا لائیبریری میں داخل ہوا۔ اندر داخل ہونے پر محل سا گمان ہوتا تھا۔ جس کی ایک وجہ اس لائیبریری کا کسی پرانے محل کے کھنڈرات پر تعمیر ہونا تھا۔ نقشے کو ویسے ہی رکھا گیا تھا۔ اونچے کتابوں کے ریکس، اندر کا ماحول سرگوشیوں بھری خاموشی لیے ہوئے تھا۔ جابجا لوگ میز پر بیٹھے مطالعے میں مگن تھے۔ کچھ اسٹوڈنٹس میز پر کتابوں کے انبار لگائے ایک دوسرے کی جانب جھکے نیچی آواز میں بات کر رہے تھے۔ ارد گرد کا جائیزہ لیتے وہ بی تھری سیکشن کی جانب بڑھا۔ وہیں کچھ فاصلے پر بک کیپرز کتابوں سے بھری ٹرالیز گھسیٹتے ریکس میں کتابیں سیٹ کر رہے تھے۔ کچھ دیر تک کتابوں کی مختلف ریکس کا جائیزہ لینے کے بعد اسے بچوں کی

فیری ٹیلز کے درمیان پائیڈ پیپر کی نئی کاپی نظر آئی۔اسے اٹھا کر اسنے احتیاط سے صفحات کے بیچ کچھ تلاشنا چاہا۔فوراہی اسکی نظر چھوٹے سے پلاسٹک کے پیکٹ پر پڑی۔پیکٹ نہایت دبلا پتلا تھا اسی وجہ سے باآسانی کتاب میں دبایا گیا تھا۔اس نے پیکٹ جیب میں ڈالا۔ارد گرد کا احتیاطا جائیزہ لے کر وہ لائیبریری سے نکل کر قریب کھڑی اپنی سیاہ کار میں آبیٹھا اور پیکٹ سے پتلی سی چپ نکال کر گاڑی میں لگی میوزک پلیئر میں ڈالی۔کوڈ اینٹر کر کے اس نے پلے کا بٹن دبایا تو SIPA کے آپریٹیو سلجوق کی آواز گاڑی میں گونجی۔اسے نئے مشن کے لئے چنے جانے کا سندیسا بھیجا جا چکا تھا۔مشن حسن المغربی، بوسنیا کے مشہور مافیا باس کے خلاف ترتیب دیا گیا تھا۔جس کی غیر معمولی حرکات پر SIPA کی پہلے سے ہی نظر تھی۔

"مسٹر فیلکن"(اس نام سے اسے ایجنسی میں پکارا جاتا تھا۔ہر سیکرٹ ایجنٹ کو ایک کور پروفائل دی جاتی تھی اسے بھی دی گئی تھی۔اور یہ نام اس کی غیر معمولی صلاحیتوں کی بنیاد پر اسے دیا گیا تھا۔)

www.novelsclubb.com

"بوسنیا میں غیر قانونی سرگرمیوں کو عام کرنے اور آرمز ڈیلنگ کا بزنس بڑھانے کے لئے، گلوبل کرائم آرگنائیزیشن کے ہیڈ حسن المغربی روسی انٹیلیجنس کے ساتھ کام کرنے کی تیاریوں میں ہیں۔اسکے بین الاقوامی اور سیاسی اہم شخصیات سے اچھے تعلقات کی بنا پر اسے روکا جانا کافی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔تاہم ہمارے اس مشن کا مقصد اس کے ناپاک عزائم کو روکنا ہے۔اس کے لئے ہم آپ کا انتخاب کر چکے ہیں مسٹر فیلکن۔آپ کی ٹیم کے لئے چار افراد کا انتظام کیا جا چکا ہے۔"

گاڑی میں نصب سکرین پر اب ایک کے بعد ایک سیکریٹ آپریٹیو کی پروفائل ابھرنے لگی۔ ان چاروں سے اس کی قریبی وابستگی تھی۔چار سالوں میں مختلف مشنز سنبھالتے اس نے ان کے ٹیم لیڈر کے طور پر انکے ساتھ کام کیا تھا۔اس کی زندگی میں ہل چل پچھلے سال ایک مشن مکمل کرتے ہوئے مچی تھی۔اسی کے باعث سکرین پر ابھرنے والی پروفائلز نے اسے پہلو بدلنے پر مجبور کیا۔گاڑی میں آفیسر سلجوق کی آواز گونج رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"مشن کے دوران استعمال ہونے والا اسلحہ بمعہ گاڑیوں اور نمبر پلیٹ کے آپکو مہیا کیا جائے گا۔ مشن کی مزید پالیسیز آپ سیپاہیڈ کوارٹر آکر جان سکتے ہیں۔اس پیغام کو آپ تک پہنچانے کا مقصد آپکو مشن کے لئے الرٹ کرنا ہے۔ڈیوائس میں موجود چپ کو پوری طرح ضائع کیا جائے شکریہ۔" داؤد سلطان کی گرے آنکھوں میں وہی چمک ابھر آئی جو ہر مشن سے پہلے ابھر آتی تھی۔وہ اپنے اس کام کے لئے نہائت سنجیدہ تھا۔اس نے ڈیش بورڈ میں سے ایک کالے رنگ کی ڈبہ نما ڈیوائس نکالی اور چپ اس میں داخل کر دی۔کچھ ہی سیکنڈز میں ڈیوائس میں سے کلک کی آواز کے ساتھ دھواں ابھرنے لگا۔چپ ضائع ہو چکی تھی اس نے ڈیوائس کو ٹشو سے صاف کر کے وہیں ڈیش بورڈ میں ڈالا۔اور گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔اسے پھر سے بنا بتائے ایک لمبے عرصے کے لئے غائب ہونا تھا۔لیکن اس سے پہلے اسے مشن کی پلیننگ میں ردوبدل کرنا تھا۔اسے ان چاروں ٹیم ممبرز کی جگہ دوسرے ٹیم میمبرز چاہیئے تھے۔وہ جن کے ساتھ اس کا پہلے کبھی واسطہ نہ پڑا ہو۔جو اس کے لئے اجنبی ہوں۔ محض اجنبی۔

♦♦♦

نیلا آسمان دھیرے دھیرے تاریکی میں ڈھل رہا تھا۔ موسٹر شہر میں اذانوں کی آوازیں گھونجنے لگی۔ بازاروں میں روشنیاں جلائی جا چکی تھی۔ مختلف فوڈ سٹالز کھولے جا چکے تھے۔ یہ وہاں کے قریبی پولیس اسٹیشن کا منظر تھا باوردی پولیس آفیسرز ادھر ادھر آجا رہے تھے۔ اسٹیشن میں چہل پہل تھی۔ بڑے سے ہال میں پانچ چھے آفس ٹیبلز تھیں جہاں بیٹھے پولیس آفیسرز عام شہریوں کی شکایات درج کروا رہے تھے۔ وہ دونوں بھی انہیں میں سے ایک کے مقابل بیٹھ گئی تھیں۔ پریسہ کے شہد رنگ بال کندھوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ ناک کی نوک سردی کے باعث ہلکی گلابی پڑ رہی تھی۔ اس کے پریشان چہرے پر اجنبیت نہیں تھی۔ وہ سکون سے ہر سوال کا جواب دے رہی تھی۔ جبکہ علائیزہ خلاف عادت خاموش بیٹھی تھی۔ براق اس کی طرف دیکھتا تو اس توجہ پر اس کے گالوں پر سرخی پھیل جاتی۔ وہ جوابا رسما اسے دیکھ کر مسکرا دیتا اور پریسہ کی بات پر سر ہلاتے کمپیوٹر میں ڈیٹیل ٹائپ کرنے لگتا۔

"تم فکر نہ کرو، میں وہاں کے سی سی ٹی وی کیمرا ز کا جائیزہ لے کر تمہیں مطلع کر دونگا۔ شائد چوری نہ ہوا ہو گر گیا ہو۔ اور کسی نے اٹھا لیا ہو" پولیس وردی پہنے نوجوان نے اسے دلاسہ دیا۔ اسکے بال سنہری گھنگریالے تھے اور آنکھیں چھوٹی اور نیلی تھیں، چہرے پر جا بجا سرمئی تل

تھے خاص کر ناک کی ہڈی کے پاس۔وہ اس کے محلے کا رہنے والا تھا تبھی کبھی کبھار آتے جاتے انکی سلام دعا ہو جاتی تھی۔اس وقت بھی وہ اس کو پوری توجہ سے سن رہا تھا۔

شکریہ براق، بس مجھے اپنی ڈائری کی فکر ہے۔باقی بیگ میں چیزیں اہم نہیں تھی جہاں تک ناول کی بات ہے شائد میں فی الحال اپنا بلش ہونے کا خواب پورا نہیں کر سکتی۔دوبارہ لکھنے کا سوچتے ہوئے ہی اس پر اکتاہٹ طاری ہوئی۔"اس کے چہرے پر اداسی پھیلی تھی، علائیزہ نے اسے فکر مند چہرہ لئے دیکھا۔پریسہ کو اس کی غیر معمولی خاموشی پر حیرت ہو رہی تھی لیکن اس نے اپنے تاثرات چھپائے رکھے۔

"موسٹر میں زیر تعمیر بلولیک کسینو تکمیل کے مراحل کو پہنچ چکا ہے۔غیر ملکی سیاحوں کی توجہ کے ایک اور مرکز میں اضافہ ہو چکا ہے۔کسینو کے مالکان کا کہنا ہے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔

"سامنے لگی سکرین پر چلنے والی نیوز کی جانب وہ تینوں متوجہ ہوئے۔

www.novelsclubb.com

چہ چہ۔۔۔ایسی جگہوں پر کون جائے گا بھلا۔۔کیا یہ الیگل نہیں ہے؟کرسی سے اٹھتے ہوئے اس نے سامنے لگی سکرین پر دی جانے والی خبر پر پوچھا،اس کی خاموش دوست بھی جس کی نظریں چوری چھپے براق کا جائیزہ لے رہی تھیں اس کی ہمراہی میں کھڑی ہوئی۔

"یہ پوچھو کون نہیں جانا چاہتا؟براق کمپیوٹر پر کچھ ٹائپ کرتے ہوئے استہزائیہ ہنسا۔ یہاں آنے والے سیاحوں کی دلچسپیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ہی کسینوز کھولے جا رہے ہیں۔اب یہ بلولیک کسینو ہی دیکھ لو۔جس تیزی اور خوبصورتی سے اس پر کام ہوا ہے داد دینے کے قابل ہے۔دوسرا یہاں کے شہریوں کے لئے بھی ان چیزوں کو معمولی بنایا جا رہا ہے۔تاکہ اس بزنس کی شروعات ہو سکے اور دیکھا جائے تو ان کلبز وغیرہ کی تعداد کافی بڑھے گی۔خیر یہ باتیں چھوڑو تمہارے دادا کیسے ہیں۔لگتا ہے کافی مصروف ہیں آج کل،اپنی نئی فلورسٹ شاپ میں۔"آخری الفاظ پر مسکراتے زور دیا،وہ ہنوز کمپیوٹر میں کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔

"ہاں،شاپ کافی اچھی چل رہی ہے۔مجھے بھی وہیں لگانا چاہتے ہیں۔کہتے ہیں پودوں کے درمیان رہوں گی تو سٹریس کم ہو گا اور اچھی کہانیاں لکھ پاؤں گی۔تم نے انکی شاپ دیکھی؟

کرسی پر دوبارہ بیٹھتے ہوئے وہ تھوڑا آگے ہوئی۔ شاپ کے ذکر پر اس کی آنکھیں چمکیں اور چہرہ کھل اٹھا تھا۔

"اوہ ہاں، ماما نے ذکر کیا تھا۔ وہ تو بہت متاثر تھیں۔ میں کسی دن چکر ضرور لگاؤں گا۔" پھر علائزہ کی جانب دیکھا۔

"آپ کا اسکول کیسے چل رہا ہے" کی بورڈ پر رے کھسکاتے اب وہ ہاتھ سینے پر باندھتے انکی جانب پوری طرح متوجہ ہوا۔

"ٹھیک ہی بس، بچوں کے ساتھ وقت اچھا گزر جاتا ہے۔ عصمت کی طبیعت اب کیسی ہے، ایک ہفتہ ہو چکا ہے، اس کے اسسمنٹس قریب ہیں" گود میں رکھے ہینڈ بیگ پر گرفت سخت کیئے اس نے چہرے پر اطمینان برقرار رکھا۔

"انشاللہ ایک دو دن میں لے کر آؤں گا اسے، وہ خود آپ کو بہت یاد کرتا ہے"۔۔۔

علائیزہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی، پریسہ کی جانب دیکھا تو اس نے چھیڑنے والے انداز میں اسے دیکھ کر آنکھیں پٹپٹائیں۔

www.novelsclubb.com

"چلو براق جیسے ہی کوئی خبر ہو مجھے انفارم کر دینا، دیر بہت ہو گئی ہے" موبائل کی سکرین روشن کر کے اس نے وقت دیکھا اور علائیزہ کو چلنے کا اشارہ دیا۔ علائیزہ نے پولیس اسٹیشن پر ایک طائرانہ نظر دوڑائی۔ الوداعی نظریں براق پر ڈالتے ہوئے وہ اسے کام کرتا چھوڑ کر اسٹیشن سے باہر آ گئیں۔ کرسی پر بیٹھا براق پریسہ کی پشت پر پھیلے بالوں سے نظر ہٹاتا دوبارہ اپنے کام میں مگن ہو گیا تھا۔

♦♦♦

محمت پاشا مسجد کے قریب رہائشی ایریا میں موجود دو منزلہ یہ پرانہ کاٹیج بمع اس وسیع گارڈن کے ہریالی سے بھرپور تھا۔ کاٹیج شہر کے باقی گھروں کی طرح گول پتھروں سے تعمیر کیا گیا تھا۔ تکونی گلابی چھت بوندا باندی کے باعث سرخ نظر آتی تھی۔ یہاں کے سارے گھروں کی چھتیں ایسی ہی تھیں۔ کاٹیج کے پچھلے حصے کی کھڑکیاں سیدھا گارڈن میں کھلتی تھیں۔ جہاں شمس الدین صاحب اپنی نئی فلورل شاپ کھول چکے تھے۔ فلورل شاپ گرین ہاوس کے طرز پر بنا تھا۔ جس کے اندر اور باہر قسم قسم کے پھول اگائے گئے تھے۔ کاٹیج اور گارڈن کو لکڑی کی باڑ سے چار دیواری دی گئی تھی۔ اس نے بابا کے گھر کو جاتی پتھروں سے بنی روش پر قدم رکھا تو

خاموشی نے جیسے اس کا استقبال کیا۔ بابا کا گھر دادا کے کاٹیج کے عین سامنے تھا۔ایسے کے لکڑی کی باڑ والے دروازے سے نکلو تو سامنے چند قدم کی دوری پر ان کا دروازہ تھا۔ بابا کا یہ چھوٹا سا گھر دادا کے کاٹیج جتنا خوبصورت تو نہیں تھا۔ تین کمروں اور چھوٹے سے لاونج پر مشتمل یہ گھر، جس کا ایک کمرہ مہمانوں کے لئے تھا۔دوسرے میں یاسمین ہوتی تھیں اور تیسرا پریسہ اور داریا کا ہوا کرتا تھا جب تک وہ دادا کے پاس شفٹ نہیں ہوئی تھی۔اور جب سے وہ کاٹیج میں رہنے لگی تھی داریا کی بات بات پر اس سے لڑائی کم ہو چکی تھی۔دونوں کے بیچ دو سال کا فرق تھا۔البتہ اس فرق کو دونوں نے کبھی خاطر خواہ عزت نہیں دی تھی۔ بابا کے گھر پاس رک کر اس نے ایک نظر انکے دروازے کو دیکھا اور پھر گھوم کر لکڑی کے چھوٹے دروازے کی طرف آئی اور اسے کھول کر اندر داخل ہوئی۔ہری بھری گھاس میں سے پتھروں سے بنا راستہ کچھ قدم دور کاٹیج تک جاتا تھا جبکہ دائیں جانب پھیلا وسیع گارڈن اور پھر وسط میں گرین ہاوس جس پر بڑا بڑا سا فیمنٹیسیا فلورسٹ لکھا تھا۔کاٹیج کی جانب قدم بڑھاتے اسے یاد آیا،اس کی چابی تو بیگ میں تھی۔ کوٹ کے آستین سے چہرے پر گرنے والے قطروں کو پونچھا۔اور دروازے پر زور ڈالا تو وہ کھلتا چلا گیا۔دبے پاؤں چلتے وہ لیونگ روم تک آئی۔ شمس الدین کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔اندر

سے انکی بات کرنے کی آواز آرہی تھی وہ کال پر تھے۔پریسکمرے میں داخل ہوئی تو انکے بیڈ پر فائلیں بکھری پڑی تھیں۔فون کندھے پر دبائے گرے اونی سویٹر پہنے وہ الماری میں کچھ چھان رہے تھے۔انکے بال ڈھلتی عمر کے باعث سفید ہو چکے تھے۔چہرے پر جھریاں تھیں۔لیکن جسمانی طور پر وہ صحت مند تھے۔کھٹکے پر انہوں نے الماری سے سر باہر نکالا تو اسے دیکھ کر مسکرائے۔اور کال بند کر دی۔

"آپ نے کال کیوں بند کر دی کرتے رہتے بات؟"

"کال کٹ گئی بعد میں کر لونگا تم جلدی نہیں آگئی۔فون بیڈ پر اچھالتے وہ بولے۔"

"کیا بہت خاص بات تھی؟انکی بات کو نظر انداز کرتے اس نے انکے چہرے پر کچھ کھوجنا چاہا۔مجھ سے چھپانا چاہتے تھے؟"وہ ایک دم سے بول اٹھی،اسکی تفتیش کرنے کی عادت بچپن سے تھی۔

"ارے نہیں بیٹا بس ایک اہم فائل ڈھونڈ رہا تھا۔اب وہ بیڈ پر بکھرا پھیلا وا سمیٹنے لگے۔وہ بھی کوٹ ہینگ کر کے ہلکے نم بالوں کو سمیٹ کر جوڑے میں لپیٹتے،بیڈ پر پھیلی فائلز ان کی

www.novelsclubb.com

طرف بڑھاتی گئی۔ سیاہ پینٹ ٹراؤزر پر ڈھیلا ڈھالا ٹرٹل نیک سویٹر پہنے وہ اپنے حلیے سے لاپرواہ سی تھی۔ دوپہر کی گئی ہوئی وہ اب واپس لوٹی تھی۔

کھڑکی پر گرے پردے ہوا سے لہرا رہے تھے، اس کے چہرے پر دائیں بائیں گرتی لٹیں ہوا کے باعث اٹکلیاں کھانے لگیں۔

"دیدااا۔۔۔" (بوسنین زبان میں دادا کو دیدا پکارا جاتا ہے) وہ روہانسی ہوئی۔ "میرا بیگ چوری ہو گیا مجھ سے۔۔۔" ان کے حرکت کرتے ہاتھ ایکدم رکے، اور نظریں اس کے چہرے پر رکیں۔

"کہاں۔۔۔" وہ ایک دم سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اس کی طرف آئے۔ "تمہیں تو کچھ نہیں ہوا؟" اس کا چہرہ ادھر ادھر گھما کر اس کا جائزہ لیا۔

"ہوا ہے نا۔۔۔" اب اسکے منہ کے زاویے بگڑنے لگے، آنکھیں موٹے آنسوؤں سے بھرنے لگی۔ "اس میں بابا کی دی ہوئی ڈائری تھی اور میرے ناول کا مینیو سکرپٹ بھی۔" سر جھکاتے اس نے ہاتھ میں پکڑی فائل دوبارہ بیڈ پر رکھی۔

"کونسی ڈائری؟؟؟" وہ ٹھٹکے۔۔

"وہی جس میں ماما روز کچھ نہ کچھ لکھتی تھیں، وہ انکی نشانی تھی میرے پاس"

"وہ ڈائیری تم اپنے ساتھ لئے کیوں پھر رہی تھیں" اس نے اپنی آنکھیں صاف کی۔

"اسکے صفحات چپکے ہوئے تھے مجھے انہیں لائبریری جا کر کھلوانا تھا"

"کیا مطلب صفحات چپکے ہوئے تھے؟"

"شائد پڑے پڑے ڈائیری کے صفحات چپک گئے تھے۔ وہ کھل نہیں رہی تھی۔ میں نے کئی بار کوشش کی لیکن میں اسے کھول نہیں پائی۔ جیسے گوند سے اسکو چپکایا گیا ہو" اب بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے وہ بے چینی سے پاؤں ہلا رہی تھی، جبکہ شمس الدین فکر بھری نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ اس ڈائیری کو میں نے گیلا بھی نہیں کیا۔ نہ ہی کہیں بے احتیاطی سے رکھا تھا۔ میں نے لائیبریری سے پرانی سے پرانی کتابیں اٹھائی ہیں۔ یعنی میری پیدائش سے

بھی پرانی۔ لیکن ان میں ایسا کوئی مسئلہ تو نہیں تھا۔ دید آپ کو کیا لگتا ہے؟ شائذ بابا سے اس پر کچھ گر گیا ہو؟" گہری سانس لیتے اس کے لہجے میں الجھن بھری اکتاہٹ تھی۔ چہرہ بجھا ہوا تھا۔

"شائذ۔ لیکن اب کیا ہو سکتا ہے اب تو تم نے اسے کھو دیا" شمس الدین نے ٹھنڈی سانس بھری۔ وہ اب ایک فائل اٹھائے اس کا جائیزہ لے رہے تھے۔ یہ فائل اسی کا ٹیچ کی تھی۔ وہ انہیں کو دیکھ رہی تھی۔ اسے معلوم تھا وہ کسی کشمکش میں ہیں۔ اور یہ بھی جانتی تھی کہ وہ کبھی بتائیں گے نہیں۔ وہ کبھی بھی ایسی باتیں اسے نہیں بتاتے تھے۔ اس بات پر وہ کبھی کبھی ان سے ناراض بھی ہو جایا کرتی تھی۔

"میں نے براق کو کہہ دیا ہے۔ اس نے کہا ہے وہ کوشش کرے گا، آپ اپنا کام کریں، میں سونے جا رہی ہوں" ہاتھ پہلوؤں سے گراتے ہوئے وہ بیڈ سے اٹھی۔ اپنا ہینگ کیا ہوا کوٹ اٹھایا اور کمرے سے نکلنے کے لئے قدم اٹھائے۔

"پریسہ۔۔۔۔" عقب سے آتی شمس الدین کی آواز پر وہ رکی۔ پھر پلٹی، وہ وہیں دہلیز پر انکے کچھ کہنے کی منتظر تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ گھٹنوں پر دونوں ہاتھ رکھے بیڈ کے کنارے پر بیٹھ گئے تھے۔ان کی آنکھوں کی چمک آج مانند تھی۔ تھوڑی کھجاتے وہ گویا ہوئے۔

"ادھر بیٹھو۔۔۔"بیڈ کی طرف اشارہ کرتے وہ سنجیدہ تھے۔وہ قدم قدم چلتی ان کے پہلو میں خاموشی سے جا بیٹھی۔اس کی نظریں ہنوز ان کے چہرے کا جائیزہ لے رہی تھی۔

"دیدا کوئی بات ہے کیا؟؟آج آپ پریشان لگ رہے ہیں۔ مجھ سے شیئر کریں۔میں آپ کی مدد کر سکتی ہوں"

شمس الدین نے پھیکا سا مسکراتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔وہ بہت کچھ نہیں جانتی تھی۔اس نے بچپن سے ہی اپنے قریبی رشتوں کو کھویا تھا۔اس کی فکر مند آنکھیں انہیں مزید پریشان کر رہی تھی۔وہ جانتے تھے۔اگلے لمحے وہ جو کچھ کہنے والے تھے وہ اس کے لئے کسی شاک سے کم نہ ہو گا۔

"میں یہ کاٹیج بیچ رہا ہوں"اس کی آنکھوں میں دیکھتے وہ بالآخر بول پڑے۔

www.novelsclubb.com

پریسہ دھک رہ گئی۔چہرے پر بہت سے رنگ ایک لمحے میں بدلے۔وہ پہلے پہل نا سمجھی سے انہیں دیکھے گئی پھر جیسے ہوش میں آئی۔اور ایک دم اٹھ کھڑی ہوئی۔

دیدا یہ کیا کہ رہے ہیں آپ؟اس کی آواز میں لڑکھڑاہٹ تھی۔ان کی بات سے اسے جیسے جھٹکا لگا تھا۔یہ جگہ اس کے دل کے قریب تھی۔وہ خواب میں بھی اسے کھونا نہیں چاہتی تھی۔ دیدا کی فلورل شاپ،یہ کاٹیج اور سب سے زیادہ اس کا خوبصورت سادہ سا کمرہ جس کے ٹیرس سے اولڈ موسٹر بریج کا خوبصورت منظر دکھتا تھا،جہاں رکھی کرسی پر بیٹھ کر وہ گھنٹوں لیپ ٹاپ پر لکھتی جاتی یا دیدا کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتی۔اس کے کمرے کی کھڑکیاں جو سیدھا دریائے ایمریلڈ کی سمت کھلتی تھیں۔اس کے لئے یہ گھر جنت کے ٹکڑے جیسا تھا۔وہ کیسے اس کو کسی اور کا ہونے دیتی۔

www.novelsclubb.com

"دیدا۔۔۔مجھے یقین نہیں آرہا،کیوں بیچیں گے آپ یہ کاٹیج؟؟آپ نے کہا تھا یہ آپ نے میرے لئے بنایا ہے۔آنکھیں پانی سے بھر گئیں۔"اور آپ کی فلورل شاپ یہ گارڈن؟؟آپ یہ

سب کیسے بیچ سکتے ہیں میں آپ کو ایسی غلطی نہیں کرنے دونگی۔گلابی متورم آنکھیں ان پر ٹکائیں اس نے سر نفی میں ہلایا۔چہرے پر بے یقینی تھی،بیڈ پر بیٹھ کر اس کا دل بھاری ہونے لگا تھا۔

"مجھے یاد ہے ساری باتیں؟میں اپنے وعدے سے پھرا نہیں ہوں۔یہ جگہ تمہاری ہے اور ہمیشہ تمہاری ہی رہے گی،لیکن ابھی اسے بیچنا ضروری ہے؟تم بہت سمجھدار ہو۔مجھے امید ہے تم سب سمجھ جاو گی۔"چہرے پر شکست خوردہ مسکراہٹ لیے انہوں نے خفا جذبات کو چہرے پر آنے سے روکا۔وہ اس کے بال نرمی سے سہلا رہے تھے۔

"کیا آپ کسی کا قرض واپس کر رہے ہیں؟؟ایک دفعہ آپ نے کسی قرض کی بات کی تھی اور یہ کہ اسے آپ کو جلد لوٹانا ہے؟"

www.novelsclubb.com

"ہوں۔۔۔قرض زیادہ ہے،کاٹیج اچھی جگہ پر ہونے کی وجہ سے اچھی قیمت دے رہا ہے تبھی اس کو بیچنے کا سوچا ہے،فلورل شاپ اور فارم تمہارے نام پر رہے گا اسے میں کسی کو نہیں بیچ رہا۔"نفی میں سر ہلایا۔"آخر فلورل شاپ تم سے بہتر کون چلا سکتا ہے؟"ایک بار پھر مسکراتے ہوئے انہوں نے اس کے بال سہلائے۔ان کا لہجہ سوگواریت لیئے ہوئے تھا۔

"کسی اور طریقے سے چکا دینگے ہم" ان کا ہاتھ جھٹکتے وہ بادل نخواستہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ اسکی دنیا چھن رہی تھی اور وہ مسکرا رہے تھے۔

"ہم صحیح وقت پر اسے واپس لے لینگے۔ ابھی اس کا بیچا جانا ضروری ہے۔ لیکن تم اس بات کا ذکر یاسمین سے نہیں کرو گی نہ ہی اپنی بہن سے یہ بات صرف تمہارے اور میرے درمیان ہے جب ضرورت ہو گی۔ انہیں میں بتا دونگا۔ میں ان دنوں ذرا مصروف ہوں۔ فلورل شاپ تمہیں سنبھالنی پڑے گی۔ اور میں جانتا ہوں تم یہ کام اچھی طرح کر سکتی ہو، یعنی تمہیں کہیں اور جاب ڈھونڈنے کی ضرورت بھی نہیں"

کوئی اور موقع ہوتا تو شائد وہ خوشی سے اچھلنے لگتی۔ لیکن اس وقت اسے کاٹیج کی فکر تھی۔ وہ وجہ جاننے کے لئے ان پر زور نہیں ڈالنا چاہتی تھی اسے ان پر بھروسا تھا۔ وہ جانتی تھی یہ فیصلہ انہوں نے کافی سوچ وبچار کے بعد کیا ہو گا۔ تبھی اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ جیسے وہ ان کو سمجھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کب تک بیچینگے کا ٹیج کو؟؟اب اس کا چہرہ مرجھایا ہوا تھا۔وہ جانتے تھے ہلکے احتجاج کے بعد وہ یہ بات تسلیم کرلے گی۔

"چند دنوں میں" ایک ٹھنڈی سانس خارج کرتے وہ اس کے مرجھائے ہوئے چہرے کو دیکھنے لگے۔پھر اٹھتے ہوئے کھڑکی تک گئے اور دونوں پٹ بند کر دیئے۔کھڑکی سے باہر رکھے گملوں میں پودے تیز ہوا کے باعث کئی پتے گرا چکے تھے۔جس نے کمرے میں ٹھنڈ بڑھادی تھی۔کھڑکی بند ہوئی تو ہوا کا راستہ بھی بند ہو گیا۔اس کے بکھرتے بال ساکت ہوئے۔

"میری قسمت ایسی کیوں ہے دیدا۔میری پسندیدہ چیز یا لوگ میرے پاس کیوں نہیں رہ جاتے۔سارے برے حالات میرا پیچھا کیوں کرتے ہیں۔میں بار بار یہ خیال دل سے نکالتی ہوں لیکن ہر چیز مجھے احساس دلاتی ہے جیسے میں بد قسمت ہوں۔آپ کہتے ہیں مجھے اپنے سے کمتر لوگوں کا جائیزہ لینا چاہیئے تاکہ مجھے اپنے آس پاس موجود نعمتوں کا اندازہ ہو۔لیکن ساری اہم نعمتیں ایک کے بعد ایک چھنتی جا رہی ہیں۔مجھے اب اپنی زندگی اچھی نہیں لگتی۔میں جو کچھ

www.novelsclubb.com

کرتی ہوں اس میں کامیاب نہیں ہو پاتی۔ جیسے میرے ارد گرد کی توانائی ہر شے کو مجھ سے دور بھاگنے پر مجبور کرتی ہوں۔"

اس کا چہرہ شدت جذبات کی وجہ سے سرخ ہو رہا تھا۔ تنہائی کا احساس پھر سے اس پر حملہ آور ہو چکا تھا۔ اسے پھر سے اپنا آپ تنہا لگنے لگا۔ اسے ہمیشہ چھن جانے کا خوف رہتا۔ جیسے ہر شے اس چھین لی جائے گی۔

"اللہ نے اپنے قریبی بندوں کو مشکلات سے گزار کر آزمانا ہوتا ہے تاکہ وہ دیکھ سکے کہ یہ انسان ایسی مشکل میں کیسا فیصلہ کرتا ہے۔ تمہیں اپنی قسمت کو کوسنا نہیں چاہیئے بیٹا، قسمت کو جیسا ہم سوچتے ہیں ویسی نہیں ہوتی، ہمیں اللہ نے قسمت کے معاملے میں بے بس نہیں بنایا۔ وہ پہلے ہمارے لئے مشکلات پیدا کرتا ہے، پھر ان مشکلات کے کئی حل دیتا ہے اور پھر آخری فیصلے کو ہم پر چھوڑ دیتا ہے دیکھنے کے لئے کہ اس کا بندہ کیسی راہ چنتا ہے۔ وہ ساری فائلیں سمیٹ چکے تھے۔ اب الماری کا پٹ بند کر کے اپنی سائیڈ ٹیبل تک گئے۔

www.novelsclubb.com

"ہم انسان پتھروں کی مانند ہیں، جب تک زمانے کی کاری ضربیں ہم پر نہ پڑیں ہم ہیرا نہیں بن سکتے۔ کچھ پتھر ان ضربوں کے لگنے سے ٹوٹ جاتے ہیں، لیکن جو ان ضربوں کو برداشت کرتے ہیں وہ ہیرے میں ڈھل جاتے ہیں۔ خود کو تمہیں ٹوٹنے نہیں دینا، بلکہ ہیرا بننے دینا ہے۔ ہر مشکل اپنے ساتھ روشنی لے کر آتی ہے۔۔ سمجھ رہی ہو۔۔ سنڈریلا۔ اب وہ سائیڈ ٹیبل کی دراز سے کچھ نکال رہے تھے۔

"دیدا آپ کہیں جائینگے تو نہیں؟؟ ہے نا؟؟" اس نے اپنا خدشہ بیان کیا۔

"میں کہاں جاونگا" وہ زور سے ہنسے۔ سنڈریلا کو سوتیلی ماں اور سوتیلی بہن کے پاس چھوڑ کر جانا نہیں چاہتا۔ وہ اسے ہمیشہ ایسے ہی چھیڑتے تھے۔ "میں تو یہیں ہوں۔ یہ لو" قدم قدم چلتے پریسہ کے قریب آکر انہوں نے اس کی طرف چاکلیٹ بڑھائی۔ "لیکن یہ ابھی نہیں کھانا، ورنہ"

"معلوم ہے معلوم ہے، رات کو دانت میں درد ہو سکتا ہے، دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے اس کے چہرے پر پہلی بار مسکراہٹ پھیلی۔

www.novelsclubb.com

"واہ بھئی، ہماری سنڈریلا تو عقل مند ہو گئی ہے،" وہ کھل کر ہنسے۔

"ویسے دیدا کیا میرے پاس فیری گاڈ مدر نہیں آسکتی، جو مجھے بھی کسی محل بھیج دے، لیکن وہ جادو ہمیشہ برقرار رہے، نہ کہ بارہ بجنے کے بعد زائل ہو جائے"

"ہاہا اس کے لئے تمہیں خود جادو سیکھنا پڑے گا۔ فیری گاڈ مدر کا جادو ہمیشہ جلد ہی زائل ہوتا ہے" انکی بات پر اسنے منہ بنایا۔

"چلو اب اپنے کمرے میں جاؤ۔ دیر ہو گئی ہے۔ تمہیں صبح سویرے فلورل شاپ پر جانا ہے۔ میں اپنی نیند پوری کر کے سکون سے تمہاری سروس دیکھنے آونگا۔"

ان کی بات پر اب وہ پھیکا سا مسکرائی۔ پھر فلورل شاپ کا سوچ کر اس کے دل میں عجیب سی گدگدی ہوئی۔ یک لخت اس کے زہن میں رنگ برنگے پھول لہرائے۔ اور اسکی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ اسے کاٹیج کے جانے کے غم کو خود پر سوار نہیں کرنا تھا، اسے اب چیزوں کو کھو دینے کی عادت ہو جانی چاہئے تھی۔ اگر اس کے ساتھ قدرت ایسے پیش آرہی تھی تو اسے ویسے ہی اسے قبول کرنا تھا۔

آئم آن اٹ۔۔۔باس،انہیں سلوٹ کرتے وہ عزم سے بولی اور اپنا کوٹ لئے کمرے سے باہر نکل آئی۔

♦♦♦

صبح کی ہلکی روشنی سراجیوا شہر پر پوری طرح پھیل چکی تھی۔رات بھر بارش کی ہلکی پھلکی پھوار نے شہر کو گیلا کر دیا تھا اور چاروں اطراف تازگی نظر آتی تھی۔شہر کے رہائشی حصے سے تھوڑا دور یہ SIPA کے ہیڈ کوارٹر کا منظر تھا۔چاروں اطراف سے مضبوط لمبی دیواریں، جن پر جابجا حفاظتی چیک پوائینٹس دور سے نمایاں دکھتے تھے۔دیواروں پر لگی لوہے کی کانٹے دار تاریں اور کیمرے عمارت کی سخت حفاظتی نوعیت کا اندازہ لگانے کو کافی تھے۔بڑے سے قدآدم لوہے کے دروازے پر مستعد باوردی محافظ آنے جانے والوں کی چیکنگ کے لئے متعین اپنی روزمرہ کی روٹین میں مصروف دکھائی دیتے تھے۔چار دیواری کے وسط میں موجود اس بڑی سی کئی منزلہ عمارت کو چاروں طرف سے ہرے بھرے میدان نے گھیر رکھا تھا یہ وہی جگہ تھی جہاں صبح کے وقت نئے ایجنٹس مع انکے ٹرینرز کے جوگنگ کے لئے آتے تھے۔عمارت کا اگلا حصہ شیشے کی دیواروں کا بنا تھا۔وہاں سے باہر ہونے والی حرکات بخوبی دکھتی تھیں۔یہیں

www.novelsclubb.com

دیواریں عمارت کے اندرونی حصے کو دن کے وقت سورج کی روشنی سے منور رکھتی تھیں۔ مختلف ڈیپارٹمنٹس پر مشتمل اس عمارت کے آپریشن کمانڈ روم میں اس وقت ایک لمبی سی ٹیبل کے گرد پانچ افراد بیٹھے تھے۔ سربراہی کرسی پر گرے کوٹ سوٹ میں مشن آپریٹیو سلجوق احمد براجمان تھے۔ان کی عمر لگ بھگ پچاس سال تھی۔ کنپٹی پر موجود سفید ہوتے بال، وہ ہمیشہ کی طرح سمارٹ اور چاق و چوبند نظر آرہے تھے۔وہ بات کرنے کے دوران اپنے عقب میں موجود بڑی سی سکرین کی جانب کرسی گھماتے اور ریموٹ سے اس پر ابھرنے والی سلائیڈز کو آگے پیچھے کرتے جاتے۔ سکرین پر مختلف فائلز کھلی تھیں۔ایک طرف بوسنیہ کے شہر موسٹر کا نقشہ تھا جس پر جابجا سرخ دھبے ابھرتے اور مٹتے جاتے۔یہ وہ علاقے تھے جہاں سیپا آپریشن کرنے والی تھی۔ سکرین پر دوسری جانب موجود پچاس پچپن سالہ آدمی کی تصویر تھی جس کے نیچے حسن المغربی لکھا تھا۔دو افراد لیپ ٹاپ پر تیزی سے کام کرتے جارہے تھے۔ان میں سے ایک کے برابر میں ایک خوبرو سا نوجوان بیٹھا تھا۔ بیٹھے رہنے کے باوجود اس کے دراز قد کا اندازہ لگایا جاسکتا تھا، یہ داؤد سلطان تھا جس کے چہرے پر عجیب سا تناؤ تھا۔سب کی نظریں اسی پر جمی تھیں۔یہ اس کا سیپا کے ساتھ پانچواں مشن تھا۔اس کے سیاہ بال ہمیشہ کی طرح ماتھے پر

بکھرے تھے۔ گرے آنکھوں میں زہانت بھری چمک تھی۔ سفید شرٹ پر براون پفر کوٹ پہنے وہ نکھرا نکھرا سا ہاتھ میں موجود کپ سے گھونٹ گھونٹ کافی پیتا جا رہا تھا۔ ریوالونگ چیئر پر آگے کو ہوتے اس نے کافی کپ میز پر ایک طرف رکھا اور دونوں ہاتھ باہم پھنساتے ہوئے گویا ہوا۔

"میری ایک ہی شرط ہے۔ مجھے ایسی ٹیم چاہیئے جس سے میرا پہلے سے کوئی واسطہ نہ ہو۔" اسکی گھمبیر آواز اٹل فیصلہ لیے ہوئے تھی۔ اس کی بات پر پہلو میں بیٹھے دونوں افراد لیپ ٹاپ پر کام روک کر سلجوق احمد اور اسے دیکھنے لگے۔ ایک نے اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے لیپ ٹاپ کی سکرین پر سے نادیدہ گرد صاف کی جبکہ فاروق اجدین نظریں پھیر کر اس کی مسکراہٹ نظر انداز کرتا داؤد کی طرف متوجہ ہوا۔

"داؤد میرے خیال میں ایجنسی کی طرف سے منتخب کی جانے والی ٹیم کے ساتھ تم ٹھیک سے کام کر سکو گے۔ یہ مشن بہت اہم ہے اور خطرناک بھی، ہمیں ایسے افراد چاہیئے جو بھروسہ مند ہوں۔" یہ طارق تھا کرمنل انویسٹیگیشن ڈپارٹمنٹ کا ایجنٹ۔ اس کا ماتھا بال گرنے کے

www.novelsclubb.com

باعث چوڑا ہو چکا تھا۔ جس کے باعث داؤد کا ہم عمر ہونے کے باوجود وہ اس سے عمر میں بڑا دکھتا تھا۔ بوسنین لوگوں کی طرح اس کی رنگت بھی صاف تھی۔ آنکھیں چھوٹی اور عیاری کی چمک سے بھرپور تھیں۔ سفید کاٹن کی شرٹ پر گرے سویٹر پہنے وہ داؤد سلطان سے غیر متفق دکھائی دے رہا تھا۔

"بھروسہ مند افراد پچھلے مشن میں بھی تھے۔ ایک کے دھوکے نے اس ایجنسی کے اہم ترین لوگ مار دئے۔ میں دوبارہ کسی کی معمولی غلطی کی وجہ سے ایجنسی کے اہم لوگوں اور دوستوں کو نہیں کھو سکتا۔ مشن کو پورا کرنا میرا کام ہے۔ آپ کا کام مجھے اسٹرانگ بیک گراونڈ فراہم کرنا ہے۔"

سنجیدگی سے کہتے وہ آرامدہ کرسی پر پیچھے کو ہوا۔ سلجوق احمد ایک ہاتھ میں ریموٹ لیے دوسرے ہاتھ کی بند مٹھی منہ پر جمائے پوری طرح اس کی جانب متوجہ تھے۔

"ہم کس بنا پر یہ رسک لیں۔ تم ہمیں کیا گارنٹی دو گے کے تمہارے طریقے سے کام کرنے پر یہ مشن کام کر جائے گا۔ میرا مشورہ یہی ہے کہ خود کو اوور سمارٹ ظاہر کرنے کے بجائے

www.novelsclubb.com

ایجنسی کے آرڈرز کو ہی فولو کیا جائے۔ ہمارے مقابل کوئی اور نہیں بلکہ حسن المغربی ہے جو ایک بڑی مافیا کا باس ہے۔" اس کے بائیں جانب بیٹھا طارق اس کی بات پر پہلو بدلتے ہوئے بولا۔ داؤد سلطان کی چبھتی ہوئی نظریں طارق کو اپنے آر پار محسوس ہوئیں۔ باقی افراد اب پوری طرح ان دونوں کی جانب متوجہ تھے۔ طارق کی مداخلت پر فاروق اجدین کے چہرے پر ناگواری پھیل گئی تھی۔

"مشن کی کامیابی کی گارنٹی اس ٹیم کے ساتھ کام کرنے پر بھی نہیں جاسکتی۔ پہلے سے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے البتہ اگر اس بار بھی مشن کی زمہ داری مجھ پر عائد کی جارہی ہے تو وجہ سامنے ہے میرے پچھلے مشنز کامیاب رہے ہیں۔ اسی لئے اس معاملے میں بھی مجھ پر بھروسا کیا جائے۔ میں کسی بھی قسم کے رسک کی پوری زمہ داری لیتا ہوں۔" وہ طارق کو نظرانداز کرتا آفیسر سلجوق کی جانب متوجہ تھا۔ طارق محمود کے چہرے پر موجود مزاق اڑاتا تاثر گہرا ہو چکا تھا۔ لیپ ٹاپ پر کام کرتے افراد میں سے ایک کو سکرین پر کچھ ٹھیک کرنے کی ہدایت دیتے وہ داؤد سلطان کی پچکانہ شرط پر قہقہے مارنا چاہتا تھا۔ (یعنی یہ بندہ خود کو سمجھ کیا رہا تھا۔ مانا کہ کئی مشنز کامیابی سے پورا کرنے کے بعد یہاں اس کا ایک نام تھا لیکن ایسا بھی کیا کہ اس کی ہر بات مانی

جائی۔یقیناوہ آفیسر کے غصے کو چھیڑنا چاہتا تھا۔اوپر سے آنے والی طے شدہ ہدایات بدلنا ممکن نہیں تھا)

"ہوں۔۔ٹھیک ہے۔موجودہ طے شدہ ٹیم کو ہم ضرورت پڑنے پر بیک اپ ٹیم کے طور پر تیار کر سکتے ہیں۔آپریشن کے لئے نئی ٹیم کو جلد منتخب کرنا پڑے گا۔داؤد تم مشن کے لئے اپنی تیاری مکمل رکھو،جیسے ہی ٹیم ریڈی ہو گی مشن ایکٹیو ہو جائے گا۔" جلدی جلدی ہدایات دیتے وہ دوبارہ سکرین کی جانب متوجہ ہوئے۔طارق بہریم نے چونکتے ہوئے آفیسر کو دیکھا،اسے لگا اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے۔لب بھینچتے ہوئے اس نے ماتھے پر ہاتھ پھیرا۔ایسا بھی کیا تھا جو اس کی بات پر وہ طے شدہ ہدایات بدل رہے تھے۔اس نے داود سلطان کو زہریلی نظروں سے دیکھا۔جس کی نگاہیں سکرین پر مٹتی ابھرتی تصاویر پر تھیں،جو سلجوق احمد کی بات پر سر کو خم دیتے ہوئے جیسے ہامی بھرتا۔اس کے اندر جلن کا احساس پوری شدت سے سر اٹھانے لگا۔جس جگہ کو حاصل کرنے کے لئے وہ کئی سالوں سے جدوجہد کر رہا تھا۔وہ داؤد سلطان کو اتنی آسانی سے مل رہی تھی۔یہ چیز اس کے لئے ناقابل برداشت تھی۔

♦♦♦

اپنے کمرے تک آتے اس کے قدم من من کے ہو رہے تھے۔دل میں ہوتے درد کو دباتے وہ کمرے میں داخل ہوئی۔اس کا کمرہ سادہ سا تھا۔کمرے کے وسط میں پڑے بیڈ پر بیٹھ کر اس نے ہاتھ میں پکڑا کوٹ دائیں جانب پڑے صوفے پر پھینکا۔شہد رنگ سلکی بالوں کا جوڑا پھسلتے ہوئے کندھے پر بکھرنے لگا تو اسے کیچر میں لپیٹ کر وہ بیڈ پر جھٹکے سے بیٹھی۔دماغ پر یادوں کا بوجھ بڑھنے لگا۔ماضی کے واقعات یکے بعد دیگرے زہن کے پردے پر حرکت کرنے لگے۔پہلے بابا کے ساتھ یاسمین اور داریا کی آمد جس نے شروع شروع میں اسے خوشی سے سرشار کر دیا تھا۔لیکن ان کے سرد رویوں نے کچھ ہی دنوں میں اس کی خوشی پر پانی پھیر دیا تھا۔ماما کو تو اس نے کبھی دیکھا ہی نہیں تھا، بابا کہتے تھے وہ اس کی پیدائش کے ایک سال بعد چل بسی تھیں۔لیکن جب سترہ سال کی عمر میں بابا یوں اچانک سے ان کی زندگیوں سے گئے تو اسے اس صدمے سے نکلنے کے لئے تین چار سال لگے۔اور اب اس کا اور دادا کا یہ کا ٹیج۔۔۔۔اف وہ کسی اور کو یہاں کیسے برداشت کرے گی" بستر پر پیچھے گرتے وہ کچھ لمحوں تک خالی زہن اور خالی آنکھوں سے کمرے کی چھت کو تکنے لگی۔اس کی سیاہ بڑی بڑی آنکھوں سے چند آنسو نکل کر بستر پر گر کر جزب ہوئے۔دل میں اٹھتے درد نے اس پر بے چینی کا حملہ کیا،اس کی سانس گھٹنے لگی۔وہ

یک دم اٹھی اور ٹیرس کے سلائیڈ نگ ڈور تک آئی۔ شیشے پر ماتھا ٹکا کر وہ باہر جھانکنے لگی۔اوپر چاند پوری آب وتاب سے چمک رہا تھا، چاروں اطراف سے جھینگروں کی تیز، کم ہوتی آواز گونج رہی تھی۔اکا دکا سڑک پر چلنے والی گاڑیوں کی آوازیں گونج جاتی۔اور تبھی اچانک اس کی نگاہیں نیچے پھسلیں اور ٹیرس کی دیوڑھی پر رک گئیں۔وہ ٹھٹک سی گئی اس کا سفید رنگ کا ٹوٹ بیگ دیوڑھی پر پڑھا تھا۔اس نے اپنی آنکھیں مسلیں۔شائد نظر کا دھوکہ ہو۔اور دوبارہ ہاتھ سلائیڈ نگ ڈور پر جما کر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر باہر دیکھا۔بیگ وہاں سے غائب نہیں ہوا۔وہ ہنوز وہیں تھا۔اس نے دروازے کا لاک کھول کر اسے ایک طرف سرکایا۔ادھر ادھر کا جائیزہ لے کر وہ بیگ تک آئی۔ہمت کر کے اسے اٹھایا تو اسے اندر کسی شے کا احساس ہوا۔عجلت میں بیگ کھول کر اندر جھانکا تو اسکے ناول کا ڈرافٹ صحیح سلامت اسے اندر دکھائی دیا۔دفعتا اس نے گردن اٹھائی اور سامنے دیکھا۔خوف کی ایک لہر اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سرایت کر گئی۔

"یہ یہاں کیا کر رہا ہے!!" گردن گھما کر اس نے ٹیرس کا چاروں طرف سے جائیزہ لیا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا" حیرت سے آنکھیں پھیلائے اس نے بیگ کو اونچا کر کے دیکھا۔اسے اچھی طرح یاد تھا وہ بیگ اولڈ برتیج کے پاس سے گزرتے ہوئے اس کے کندھے سے غائب ہوا تھا۔اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔دریا پر پڑتا چاند کا عکس اور گھپ اندھیرے میں اولڈ برتیج اس پر وحشت طاری کرنے کے لئے کافی تھے۔وہ جھٹکے سے پلٹی، بھاگتی ہوئی کمرے میں آئی ،دروازہ اندر سے لاک کر دیا،اور شاک کے عالم میں گلاس ڈور سے ٹیک لگائے نیچے بیٹھتی چلی گئی۔(باقی آئندہ ماہ)

www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP: